جلد ۲۳ | مورخہ ۷ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ | یوم جمعہ | مطابق ۲۹ مئی ۱۹۳۶ء | نمبر ۲۷۶

مسجد شہید گنج کے فیصلہ سشن کورٹ کے بعد حکومت اور مسلمانوں کا فرض

ایک نہایت ہی درد انگیز۔ اور المناک مگر بھولی بسری داستان کو بلا وجہ اور بلا ضرورت تازہ کرکے پچھلے دنوں سکھوں نے جو زخم مسلمانوں کے قلب و جگر پر لگایا تھا۔ وہ مسٹر سیل ڈسٹرکٹ و سشن جج لاہور کے مسجد شہید گنج۔ اور مزار کاکو شاہ کے فیصلہ سے آج پھر ہرا ہو گیا۔ اور مسلمانوں پر غم و الم کا پہاڑ از سر نو ٹوٹ پڑا۔

جو اصحاب ان دونوں مقدمات کا بغور مطالعہ کرتے رہے ہیں۔ ان کے قلوب میں بڑی حد تک یہ تمنا پرورش پا رہی تھی۔ کہ کسی نہ کسی حد تک مسلمانوں کے آنسو پونچھے جائیں گے۔ لیکن افسوس کہ اس میں قطعاً مایوسی ہوئی۔ اور باوجود عدالت کے یہ تسلیم کر لینے کے کہ جائے متنازعہ شروع میں مسجد تھی اور سکھوں کے قبضہ میں آنے تک بطور مسجد استعمال ہوتی رہی۔ مسلمانوں کا دعوےٰ اس لئے خارج کر دیا گیا کہ زائد المیعاد ہے۔ اور اس کے خلاف اپنے فیصلے ہو چکے ہیں۔ اسی طرح مزار کاکو شاہ کے متعلق یہ فیصلہ دے دیا گیا ہے کہ اس امر کا اطمینان نہیں ہوا۔ کہ وہاں (شہید گنج میں) کوئی مزار تھا۔ یا نہیں۔

قانونی لحاظ سے اس فیصلہ کے نقائص تو عدالت عالیہ میں ہی ظاہر کئے جا سکتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اس کے متعلق ضرور ہائی کورٹ میں اپیل کرنی چاہیئے۔ لیکن فیصلہ کے متعلق بعض افواہیں جو بڑی سرعت کے ساتھ پھیل رہی ہیں ضرورت ہے۔ کہ حکومت فوری طور پر ان کی طرف توجہ کرے۔ کیونکہ ان کا پھیلنا ملک میں بدامنی اور بے چینی پیدا کر سکتا ہے اور اس کے نتائج کسی صورت میں بھی خوش گوار نہیں ہو سکتے۔ مثلاً کہا جاتا ہے۔ کہ عدالت کا فیصلہ حکومت سے مشورہ کے بعد سنایا گیا ہے۔ اور فیصلہ میں حکومت کا منشاء مدنظر رکھا گیا ہے۔ یہ افواہ چونکہ اس قسم کی ہے جس سے ایک طرف تو عدالت سے متعلق پبلک کے اعتماد کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ اور دوسری طرف حکومت کے خلاف بدظنی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے حکومت اگر اس کی تردید میں فوراً یہ اعلان شائع کر دے۔ کہ فیصلہ کے متعلق حکومت کے کسی نمائندہ کی عدالت سے کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ اور اس قسم کی افواہیں بالکل بے بنیاد ہیں۔ تو اس کا نتیجہ بہت اچھا نکلیگا اور وہ یہ کہ جو لوگ از راہ بدظنی یا شدت رنج و الم میں یہ سمجھ رہے ہیں کہ مسجد شہید گنج۔ اور مزار شاہ کاکو کے متعلق فیصلہ گورنمنٹ کے منشاء کے ماتحت ہوا ہے ان کے خیالات کی اصلاح ہو جائے گی۔ لیکن اگر اس کی تردید نہ کی گئی تو جو لوگ اس بدظنی میں مبتلا نہیں۔ ان میں سے بھی بہتوں کے مبتلا ہو جانے کا خدشہ ہے۔

اس موقعہ پر ہم مسلمانوں سے یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ صبر اور حوصلہ سے کام لیں۔ قانونی حدود کے اندر رہیں۔ اور کسی قسم کی کوئی ایسی حرکت نہ کریں۔ جو کوئی فائدہ پہنچانے کی بجائے الٹی نقصان رساں ہو۔ چونکہ ہائی کورٹ میں اپیل کرنے کا موقعہ باقی ہے۔ اس لئے پوری تیاری کرکے اپیل دائر کر دینا چاہیئے۔ اور پھر اس کی پورے اہتمام کے ساتھ پیروی کرنی چاہیئے اس سلسلہ میں سخت ناشکر گزاری ہو گی۔ اگر اس بے حد محنت اور قابلانہ جد و جہد کا کھلے طور پر اعتراف نہ کیا جائے۔ جو ڈاکٹر شیخ محمد عالم صاحب بیرسٹر ایٹ لاء نے شروع سے لیکر اس وقت تک مسجد شہید گنج کے مقدمہ میں کی ہے۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ ان کی سعی و کوشش کے نتائج کے متعلق مسلمانوں کو جو امید تھی۔ وہ پوری نہیں ہوئی لیکن اس سے ڈاکٹر صاحب موصوف کی خدمات کی اہمیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور وہ تمام مسلمانان پنجاب کے شکریہ کے مستحق ہیں

مسجد شہید گنج کے متعلق اس قدر یاس انگیز اور الم افزا صورت حالات پیدا ہو جانے کی سب سے زیادہ ذمہ واری احرار پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے نہ صرف اس وقت جبکہ مسلمانوں میں جوش تھا۔ باوجود ادعا کے کوئی طریق عمل پیش نہیں کیا۔ بلکہ ان کے حوصلہ کو پست اور ان کے قوائے عملیہ کو شل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اب ایک دفعہ پھر جبکہ مسلمانوں کے دل خون ہو رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہوں گے کہ دیکھا ہم نے جو کہا تھا۔ کہ مسجد کے حصول کی کوئی کوشش کارگر نہیں ہو سکتی۔ اور وہ کبھی مسلمانوں کو نہیں مل سکتی۔ وہ درست نکلا۔ اور اسی وجہ سے ہم نے اس معاملہ میں دخل نہیں دیا تھا لیکن سوال یہ ہے کہ اگر آج تک انہوں نے ایسے ہی کاموں میں ہاتھ ڈالا جنہیں انہیں حسب منشاء کامیابی ہوتی رہی ہے۔ تو بتایا جائے۔ انکی کشمیر ایجی ٹیشن کا کیا نتیجہ نکلا۔ ان کی کپورتھلہ کی مہم کا کیا انجام ہوا۔ اور ان کی مغلپورہ کالج کے متعلق شورش کیا پھل لائی۔

آج تک انہوں نے جبکہ سب بے نتیجہ کام کئے۔ تو اب مسلمان کس طرح مان لیں کہ مسجد شہید گنج کے معاملہ میں انہوں نے اس لئے دخل نہیں دیا۔ کہ اس سے انہیں کوئی مفید نتیجہ نکلنے کا یقین نہ تھا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ طریق احرار نے محض سکھوں کو خوش کرنے اور ذاتی مفاد حاصل کرنے کے لئے اختیار کیا۔ یعنی مسجد شہید گنج کے حادثہ سے نہ صرف علیحدگی اختیار کر لی۔ بلکہ پورے زور کے ساتھ یہ کوشش بھی شروع کر دی کہ دوسرے مسلمان بھی ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جائیں۔ اور مسجد کے حصول کا خیال تک دل میں نہ لائیں۔ اس پر مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوا۔ اور اس وقت جبکہ حکومت نے ان مسلمان لیڈروں کو جو عدم تعاون کے خلاف تھے۔ نظر بند کر دیا۔ تو احرار دبک کر بیٹھ گئے اور انہوں نے کوئی پروگرام پیش نہ کیا۔ ان حالات میں جو پہلے مسلمانوں نے ناامیدی کا شکار ہو کر جو خدمتِ اسلام سمجھی۔ وہ اختیار کی۔ ان کے طریق کار سے چاہے کسی کو کتنا ہی اختلاف ہو۔ لیکن اپنی قربانی کے لحاظ سے وہ تمام مسلمانوں کے شکریہ کے مستحق اور انہوں نے جس قدر نقصان اٹھایا اس کی ذمہ دار مجلس احرار ہے۔ یا پھر حکومت جس نے مسلمانوں کے با اثر لوگوں کو نظر بند کر کے مسلمانوں کو با اثر لیڈروں کی درست راہ نمائی سے محروم کر دیا۔

اب مسلمانوں کے لئے جو راستہ کھلا ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ گزشتہ حالات سے سبق حاصل کریں۔ صبر اور حوصلہ سے کام کریں۔ سابقہ غلطیوں کو پیش نظر رکھیں اور غدار لیڈروں کو آگے نہ آنے دیں۔ تا کہ عین وقت پر دھوکہ دے کر وہ نقصان نہ پہونچا سکیں۔ جیسا کہ اب تک پہونچاتے چلے آ رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی حکومت پر توکل نہ کریں۔ بلکہ اپنے آپ کو مضبوط اور منظم بنائیں۔ کیونکہ دنیوی نقطۂ نگاہ سے یہی وہ چیز ہے جو قوموں کی برتری اور سربلندی کا باعث بنتی ہے۔ اور یہی وہ گر ہے۔ جس کے ذریعہ عدل اور انصاف حاصل ہوتا ہے۔ کمزور اور غیر منظم قوموں کو جس طرح ناانصافی کی دیوی کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا ہے۔ اس کی واضح ترین مثال حبشہ کو دیکھ لیا جائے۔ پس اے برادرانِ اسلام اگر عزت اور وقار کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو۔ اگر ناانصافیوں اور حق تلفیوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہو۔ اگر جور و ستم سے بچنا چاہتے ہو۔ تو متحد ہو جاؤ۔ اور متحدہ طور پر اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے سینہ سپر بن جاؤ:۔

میاں سر فضل حسین صاحب کا تقرر بطور وزارت تعلیم پنجاب کے عہدہ پر

ملک سر فیروز خاں نون کے انگلستان میں ہندوستان کا ہائی کمشنر مقرر ہونے پر حکومتِ پنجاب میں وزارت تعلیم کا جو عہدہ عنقریب خالی ہونیوالا ہے۔ اور جس کے متعلق چند دنوں سے ہندو مسلمان اخبارات میں عجیب و غریب خیال آرائیاں ہو رہی تھیں۔ اس پر میاں سر فضل حسین صاحب کے تقرر کا سرکاری اعلان ہو گیا ہے۔

چونکہ یہ عہدہ نئی اصلاحات کے جاری ہونے تک تھوڑے عرصہ کے لئے ہی ہو گا۔ نیز میاں صاحب کی صحت کی کمزوری اور ان کی دوسری مصروفیات بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہیں۔ اس لئے خیال کیا جاتا تھا۔ کہ شاید آپ یہ عہدہ منظور نہ فرمائیں۔ لیکن اسے اہل پنجاب کی خوش قسمتی سمجھنا چاہیئے۔ کہ میاں صاحب نے اس عہدہ کا بار اپنے آزمودہ کار کندھوں پر اٹھا لیا۔ اور پنجاب کو اپنا بہترین ہمدرد اور نہایت ہی قابل سیاسی راہنما پھر میسر آ گیا۔

ہم میاں صاحب موصوف کی خدمت میں اہالیانِ پنجاب کی طرف سے ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اس لئے نہیں۔ کہ اس وزارت کا عہدہ آپ کی شان میں کسی اضافہ کا موجب بن سکتا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ آپ نے اہل وطن کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پھر میدان عمل میں داخل کر دیا ہے۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ انہیں قوم و وطن کی بیش از پیش خدمات کی توفیق بخشے:۔

"کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے"

ظاہر لباس اصلی میں احرار ہو گئے۔
لو آج صاف معنیٰ غدّار ہو گئے۔

پہلے تو غدر کرتے تھے اسلامیوں سے یہ
آج اپنے لیڈروں کے بھی غدار ہو گئے

دیکھا جو پیسے مانگتے "حضرت امیرؒ" کو
تو جھٹ غریب و مفلس و نادار ہو گئے

جب بند ہوتے دیکھی "زبان ترجمان" کی
روپوش ان کے درہم و دینار ہو گئے

تنظیم و اتحاد کے حامی تھے خواب میں
جب امتحان آیا تو بیدار ہو گئے۔

اے "چودھری" بے شرم تو راوی میں ڈوب مر
احرار تیرے تجھ سے بھی بیزار ہو گئے

اسلامیانِ ہند کے واحد اجارہ دار
اُف کس قدر ہیں مفلس و نادار ہو گئے

کرتے دراز ہم پہ تھے کل جو زبانِ طعن
وہ آج شرمسار و نگونسار ہو گئے۔

ملّا عنایت اور مجاہد ہیں قید میں
"کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے"

(ظفر محمد۔ مولوی فاضل قادیان)

اعلان تحقیقاتی کمیشن

بخدمت امراء و پریذیڈنٹ صاحبان و دیگر عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میرے گزشتہ اعلان ایک نیا تحقیقاتی کمیشن کے جزو کے متعلق "کہ اگر کسی انجمن کے علاقہ میں صدر انجمن احمدیہ کی کوئی جائیداد ایسی ہو۔ جس کو وہاں کی جماعت فروخت کرنا مناسب سمجھتی ہے۔ تو اس سے بھی اطلاع دی جائے" تاحال جماعتوں نے توجہ نہیں فرمائی۔ اور ابھی تک کوئی رپورٹ ایسی نہیں پہونچی۔ جس سے یہ پتہ لگ سکے۔ کہ کس کس جگہ صدر انجمن احمدیہ کی ایسی جائیدادیں موجود ہیں۔ جن کو اب تک فروخت ہو جانا چاہیئے تھا۔ مگر اس وقت تک نہیں ہوئیں۔ مہربانی فرما کر احباب جن کو ایسی جائیدادوں کا علم ہو۔ فوراً سیکرٹری کمیشن کو اطلاع کر دیں:۔ خاکسار غلام محمد اختر سیکرٹری تحقیقاتی کمیشن۔ سٹاف وارڈن۔ ہیڈ کوارٹرز آفس نارتھ ویسٹرن ریلوے۔ لاہور

فیصلہ مسجد شہید گنج کے متعلق سر فضل حسین کا تار

سر فضل حسین نے مولوی ظفر علی صاحب کو ڈلہوزی سے ایک تار ارسال کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ ڈاکٹر محمد عالم اور دیگر قانوندان آئندہ اقدام کے متعلق مشورہ دیں۔ مسٹر جناح کی قائم کردہ کمیٹی کا جلسہ بھی کرائیں اور پیدا شدہ حالات پر دانشمندی صبر اور پوری جرأت سے غور کیا جائے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۷ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد عقائد میں عظیم الشان تغیر

اگر دنیا کو فتح کرنا چاہتے ہو تو عملی زندگی میں بھی تعلیم اسلام کے مطابق تغیر پیدا کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۲ مئی ۱۹۳۶ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
میں نے بارہا بیان کیا ہے۔ کہ

ہماری جماعت معمولی جماعتوں کی طرح نہیں ہے

بلکہ اس کے قیام کی غرض دنیا کے موجودہ نقشہ کو بدل دینا ہے۔ اسلام کے عقائد پر درحقیقت اتنا حملہ آج کل نہیں ہے۔ جتنا کہ اسلامی شریعت۔ اسلامی طریق اور اسلامی سُنت پر ہے۔ اور چونکہ یہ حملہ نہایت باریک ہوتا ہے۔ پھر اس میں نفس کی سہولت اور آرام کا بھی بہت کچھ دخل ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے حملے کا دفاع نہایت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اگر ہم غور کرکے دیکھیں۔ تو جہاں احمدیت نے

لوگوں کے عقائد میں ایک عظیم الشان تغیر

پیدا کر دیا ہے۔ وہاں عملی دنیا میں تغیر نہایت ہی قلیل نظر آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعوےٰ فرمایا۔ اس وقت تمام کے تمام مسلمان الا ماشاء اللہ اس خیال اور اس عقیدہ کے تھے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور وہ دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور یہ عقیدہ باوجود اس کے کہ عقل و نقل کے بالکل خلاف ہے۔ باوجود اس کے کہ انسانی فطرت اس کو رد کرتی ہے۔ پھر بھی دنیا میں اس قدر مقبول تھا۔ کہ اس ایک مسئلہ کی وجہ سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف سارے ہندوستان میں ہی نہیں۔ بلکہ ہندوستان سے باہر بھی شور پڑ گیا۔ مسلمان حیران تھے۔ اور وہ اپنے

کھلے ہوئے مونہوں اور پھٹی ہوئی آنکھوں کے ساتھ

جس طرح ایک غشی میں مبتلا ہونے والا انسان سکتہ کی حالت میں پڑ جاتا ہے۔ اس دعوےٰ کو حیرت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان پر نہایت ہی تعجب کر رہے تھے وہ حیران تھے۔ کہ ایک سمجھدار انسان ایسی بات کس طرح قبول کر سکتا ہے۔ اور کس طرح لوگوں کے سامنے اسے پیش کر سکتا ہے۔ ان کے نزدیک دنیا کی ثابت شدہ حقیقتوں میں سے زیادہ ثابت شدہ حقیقت یہی تھی۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ اور آسمان پر بیٹھے ہیں۔ سوائے نیچریوں کے جن کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ باقی تمام مسلمان نئی تعلیم کے حاصل کرنے والے کیا اور پُرانی تعلیم کے حاصل کرنے والے کیا۔ پیر کیا۔ اور مولوی کیا۔ امیر کیا۔ اور غریب کیا۔ پیشہ ور کیا۔ اور غیر پیشہ ور کیا۔ ان میں سے ہر ایک حیرت میں تھا۔ کہ ایسی موٹی بات کو یہ شخص کس طرح رد کر رہا ہے۔ لوگوں کو اس مسئلہ کے متعلق جس قدر یقین اور وثوق تھا۔ وہ

ایک واقعہ اور ایک مثال

سے اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے۔ پنجاب کے ایک مشہور طبیب جن کی طبی عظمت کے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسے طبیب بھی قائل تھے۔ اُن کے متعلق حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہی بیان ہے۔ کہ ایک دفعہ اُن کے پاس مولوی فضل دین صاحب مرحوم بھیروی جو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے گہرے دوست اور نہایت مخلص احمدی تھے۔ گئے اور انہیں کچھ تبلیغ کی۔ وہ باتیں سُنکر کہنے لگے۔ میاں تم مجھے کیا تبلیغ کرتے ہو۔ تم بھلا جانتے ہی کیا ہو۔ اور مجھے تم نے کیا سمجھانا ہے مرزا صاحب کے متعلق تو جو مجھے عقیدت ہے۔ اس کا دسواں بلکہ بیسواں حصہ بھی تمہیں ان سے عقیدت نہیں ہوگی۔ مولوی فضل دین صاحب مرحوم یہ سُن کر بہت خوش ہوئے۔ اور انہوں نے سمجھا کہ شائد یہ دل میں احمدی ہیں۔ اس لئے انہوں نے کہا۔ اس بات کو سُنکر مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے۔ کہ آپ کو حضرت مرزا صاحب سے عقیدت ہے۔ اور میں خوش ہوں گا۔ اگر آپکے خیالات سلسلہ کے متعلق کچھ اور بھی سنوں۔ وہ کہنے لگے۔ آج کل کے جاہل نوجوان بات کی تہ تک نہیں پہونچتے۔ اور یونہی تبلیغ کرنے کے لئے دوڑ پڑتے ہیں۔ اب تم آگئے ہو۔ مجھے وفاتِ مسیح کا مسئلہ سمجھانے۔ حالانکہ تمہیں معلوم کیا ہے۔ کہ مرزا صاحب کی اس مسئلہ کے پیش کرنے میں حکمت کیا ہے۔ وہ کہنے لگے۔ آپ ہی فرمایئے۔ انہوں نے کہا۔ سُنو۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کتاب لکھی۔ تیرہ سو سال میں بھلا کوئی مسلمان کا بچہ تھا جس نے ایسی کتاب لکھی ہو۔ مرزا صاحب نے اس میں ایسے ایسے علوم بھر دیے کہ کسی مسلمان کی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہو وہ

اسلام کے لئے ایک دیوار

تھی۔ جس نے اُسے دوسرے مذاہب کے حملوں سے بچا لیا۔ لیکن مولوی (انہیں گالیاں دینے کی بڑی عادت تھی۔ پانچ سات گالیاں دے کر کہنے لگے) ایسے احمق اور بیوقوف نکلے کہ بجائے اس کے کہ وہ آپ کا شکریہ ادا کرتے۔ اور زانوئے ادب تہہ کرکے آپ سے کہتے۔ کہ ہم آئندہ آپ کے بتائے ہوئے دلائل ہی استعمال کیا کریں گے۔ ان نالائقوں نے الٹا آپ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ اور اسلام کی اتنی عظیم الشان خدمت دیکھنے کے باوجود جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ سو سال میں اور کسی نے نہ کی۔ آپ کے خلاف کفر کے فتوے دینے لگے۔ اور اپنی علمیت جتانے لگ گئے اور سمجھنے لگے۔ کہ ہم بڑے آدمی ہیں۔ اس پر مرزا صاحب کو غصہ آنا چاہئے تھا۔ اور آیا۔ چنانچہ انہوں نے مولویوں سے کہا اچھا تم بڑے عالم بنے پھرتے ہو۔ اگر تمہیں اپنی علمیت پر ایسا ہی گھمنڈ ہے۔ تو دیکھ لو۔ حیات مسیحؑ کا عقیدہ قرآن سے اتنا ثابت ہے۔ اتنا ثابت ہے۔ کہ اس کے خلاف حضرت مسیحؑ کی وفات ثابت کرنی ناممکن نظر آتی ہے۔ لیکن میں قرآن سے ہی حضرت مسیحؑ کی وفات ثابت کرکے دکھا دیتا ہوں۔ اگر تم میں ہمت ہے۔ تو اس کا رد تو کرو۔ چنانچہ انہوں نے مولویوں کو ان کی بیوقوفی جتانے کے لئے وفات مسیح کا مسئلہ پیش کر دیا۔ اور قرآن سے اس کے متعلق ثبوت دینے لگ گئے۔ اب مولوی چاہے سارا زور لگا لیں چاہے ان کی زبانیں گھس جائیں۔ اور قلمیں ٹوٹ جائیں۔ سارے ہندوستان کے مولوی مل کر بھی مرزا صاحب کے دلائل کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مرزا صاحب نے انہیں ایسا پکڑا ہے۔ ایسا پکڑا ہے۔ کہ ان میں سر اٹھانے کی تاب نہیں رہی۔ اب اس کا ایک ہی علاج ہے۔ اور وہ یہ کہ سارے مولوی مل کر ایک وفد کی صورت میں مرزا صاحب کے پاس جائیں اور کہیں۔ کہ ہم سے آپ پر کفر کا فتویٰ لگانے میں بے ادبی ہو گئی ہے۔ ہمیں معاف کیا جائے پھر دیکھ لیں۔ مرزا صاحب قرآن سے ہی حیات مسیح ثابت کرکے دکھاتے ہیں۔ یا نہیں۔

اس سے آپ لوگ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس وقت حیاتِ مسیحؑ کا عقیدہ کتنا یقینی سمجھا جاتا تھا۔ حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتبار اور اعتماد

رکھتے ہوئے اور آپ کو اسلام کا سب سے بڑا خادم سمجھتے ہوئے بھی بھی ان کا ذہن اس طرف نہ جاتا۔ کہ جب وہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ تو واقعہ میں وہ فوت ہو چکے ہونگے۔ بلکہ وہ سمجھتے۔ کہ یہ محض مولویوں کو شرمندہ کرنے کے لئے کہتے ہیں۔ ورنہ حیاتِ مسیحؑ کا مسئلہ تو ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ یہ حالت تھی ان لوگوں کی جن کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعویٰ پیش کیا۔ کہ

حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں

سارے ہندوستان میں ایک آگ لگ گئی۔ علماء اپنے بستے کھول کر بیٹھ گئے۔ رد لکھتے لکھتے ان کی قلمیں گھس گئیں۔ اور تقریریں کرتے کرتے ان کی زبانوں پر آبلے پڑ گئے۔ انہوں نے حیاتِ مسیح کو ثابت کرنے کے لئے اپنا سارا زور لگا دیا۔ مگر نتیجہ کیا ہوا۔ ہر دن جو نیا چڑھا۔ اس میں ان کے چند ماننے والے اگر احمدی نہیں ہوئے۔ تو حیاتِ مسیح کا انکار کرنے لگ گئے۔ اور آج تمام ہندوستان میں پھر جاؤ دس تعلیم یافتہ آدمیوں میں سے ایک بھی حیاتِ مسیحؑ کا قائل نظر نہیں آئے گا۔ وہ ابھی تک احمدی نہیں ہوئے۔ مگر وفاتِ مسیحؑ کے قائل ہیں۔ بلکہ ہماری

جماعت کا ایک شدید دشمن

حیاتِ مسیح اور آمد مسیحؑ کے عقیدہ کو مجوسی عقیدہ خیال کرتا ہے۔ وہ ہماری جماعت کی مخالفت کرتا ہے۔ مگر حیاتِ مسیحؑ کا وہ بھی قائل نہیں۔ اور یہ صرف اس سے ہی مخصوص نہیں انگریزی پڑھے ہوئے اکثر ایسے ہیں۔ جو حضرت مسیحؑ کی حیات تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ مولویوں کے پاس چلے جاؤ۔ ان میں سے بھی اکثر ایسے دکھائی دینگے۔ جو حیاتِ مسیح کے قائل نہیں ہونگے۔ چنانچہ عام طور پر مسلمانوں سے اس مسئلہ پر جب گفتگو کی جائے۔ تو وہ کہدیتے ہیں۔ کہ اس مسئلہ میں کیا رکھا ہے۔ چلو اسے چھوڑو۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دل سب کے ماننے لگ گئے ہیں۔ اب کجا وہ حالت تھی۔ اور کجا یہ حالت ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ مسئلہ پیش کیا۔ کہ

اللہ تعالےٰ نے اپنے انبیاء ہر ملک میں بھیجے

ہیں۔ تو ساری دنیا میں ایک آگ لگ گئی اور لوگوں نے کہا۔ دیکھو یہ کافروں کو نبی قرار دیتا ہے۔ اس مسئلہ پر اس قدر استہزا کیا گیا۔ اس قدر تمسخر کیا گیا۔ کہ کان اس کے سننے کی برداشت نہیں کرتے تھے لیکن آج شدید ترین مخالف اخبار بھی جو رات دن ہمارے خلاف لکھتے رہتے ہیں۔ اس مسئلہ کی صحت کو تسلیم کر چکے ہیں۔ اور ان میں اس بات پر مضمون شائع ہوتے ہیں۔ کہ اسلام پہلے انبیاء کی صداقت کا بھی قائل ہے۔ گویا یا تو اس مسئلہ کو نہایت ہی غلط اور بے بنیاد قرار دیا جاتا تھا۔ یا اب احمدیت کی تعلیم کی اشاعت کی وجہ سے سارے لوگوں کیلئے یہ ایک تسلیم شدہ مسئلہ بن گیا ہے۔ اور تمام سمجھدار انسان احمدیت کی تعلیم کو صحیح تسلیم کرنے لگ گئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائے دعویٰ میں جب

قرآن مجید کے کامل ہونے کا دعویٰ

پیش کیا گیا۔ اور بتایا گیا۔ کہ قرآن مجید کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ تو علماء کہلانے والے اتنے جوش میں آ گئے۔ کہ ان کے مونہوں سے جھاگ اور ان کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔ اس وقت یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ قرآن مجید کی بعض آیات کا منسوخ ہونا ہی ان کے نزدیک اسلام کے زندہ ہونے کے مرادف ہے۔ اور اس مسئلہ کو بھی الحاد اور زندقہ کا موجب قرار دیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ ایک اپنا واقعہ سنایا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے ہیں ایک دفعہ لاہور گیا۔ غالباً مسجد چینیاں میں نماز پڑھنے کے لئے چلا گیا۔ میں ابھی وضو ہی کر رہا تھا۔ کہ مولوی محمد حسین بٹالوی آ گئے۔ اور ان سے گفتگو شروع ہوئی۔ دوران گفتگو میں میں نے کوئی آیت پڑھی۔ تو وہ کہنے لگے یہ منسوخ ہے۔ حضرت مولوی صاحب فرماتے۔ میں نے انہیں کہا۔ میں قرآن مجید میں

ناسخ منسوخ کا قائل نہیں

ہوں۔ اس پر وہ بڑے جوش میں آ گئے۔ اور کہنے لگے۔ یہ ملحد لوگوں کا عقیدہ ہے۔ ابو مسلم خراسانی بھی ایک ملحد تھا۔ اور اس کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ قرآن مجید کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا چلو ہم ایک سے دو بن گئے۔ اور پرانے آدمیوں کی بھی اس مسئلہ کی تائید میں ایک روایت مل گئی۔ تو اس زمانہ میں یہ ایک عجیب بات سمجھی جاتی تھی۔ اور جو اس کا قائل ہوتا۔ اس کے متعلق سمجھا جاتا۔ کہ وہ الحاد کا مرتکب ہے۔ اور خیال کیا جاتا۔ کہ جب تک قرآن مجید میں بعض آیات کو منسوخ نہ سمجھا جائے۔ اس وقت تک اسلام کو غلبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ مگر آج جاؤ۔ اور ان علماء یا عوام سے جو اسلام سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ پوچھ لو۔ وہ قرآن مجید کی تمام آیتوں سے استدلال کریں گے۔ اور منسوخ کا نام بھی نہیں لیں گے۔ نئی لکھی ہوئی تفسیروں کو دیکھ لو۔ ان میں سے ناسخ و منسوخ کے الفاظ بالکل اڑ گئے ہیں۔ گویا دنیا کا نقطۂ نگاہ ہی اس بارے میں بالکل بدل گیا ہے

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت عام مسلمانوں کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ انبیاء بھی گنہگار ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ انبیاء کے عیوب گنانے میں مولوی لوگ فخر کرتے اور مزے لے لے کر اپنی مجلسوں میں ان عیوب کو بیان کرتے ان کی وہ مجلسیں دیکھنے کے قابل ہوتی تھیں۔ جب وہ چٹخارے مار مار کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جھوٹ گنواتے

اور حضرت یوسف علیہ السلام کی چوریاں بیان کرتے۔ جب وہ اپنی مجالس میں حضرت موسٰے علیہ السلام کو قاتل قرار دیتے اور وہ بجائے اس کے کہ کوئی شرم محسوس کرتے۔ اس میں لذت اور خوشی پاتے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سوال کو اٹھایا۔ اور اس پر بحث کی۔ اور بتایا کہ

اللہ تعالٰے کے انبیاء بالکل معصوم ہوتے ہیں

آپ کے اس دعوٰے کو دُنیا نے عجیب قسم کا دعوٰے سمجھا۔ اور اسے ایک غیر معمولی بات خیال کیا۔ مگر آج کہاں ہیں مسلمانوں میں وہ لوگ جو کھڑے ہو کر کہہ سکیں۔ کہ انبیاء نے فلاں فلاں گناہ کئے وُہی مسلمان جو یہ باتیں سُنکر سر دھنا کرتے تھے۔ وُہی مسلمان جو یہ باتیں سُنکر سبحان اللہ اور واہ وا کے نعرے لگایا کرتے تھے۔ آج اگر کسی کے مونہہ سے اس قسم کی باتیں سُن لیں۔ تو وُہ اس کی کھوپری پر جوتیاں مارنے کے لئے تیار ہو جائینگے

اسلامی تعلیم کے پُرحکمت ہونے کا دعوٰے

بھی ایسا ہی تھا۔ جو دُنیا کی نظروں میں عجیب تھا۔ عام طور پر مسلمان یہ خیال کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالٰے نے جب ایک حکم دیا ہے۔ تو اسے مان لینا چاہیئے۔ اس پر دلیل کیسی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس دعوٰے کو پیش کیا۔ کہ قرآن مجید کے تمام احکام سبب اور علت کا ایک سلسلہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور اس کا ہر حکم کسی نہ کسی حکمت کا حامل ہے تو گو اس مسئلہ پر مسلمانوں کی طرف سے منی لعنت نہیں ہوئی۔ مگر ان کی نظروں میں یہ دعوٰے عجیب تھا۔ اس وقت مسلمان اس کو

ایک ذکی الحس دماغ کی تیزیٔ طبع

خیال کرتے تھے۔ مگر آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وُہی کتاب جس میں اس مسئلہ کا بالتفصیل ذکر ہے سرورق پھاڑ کر لوگ اپنے نام سے شائع کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے دیکھا ہے۔ لاہور میں ہی ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" اپنے نام سے شائع کی ہُوئی ہے۔ صرف اس نے یہ تبدیلی کی ہے۔ کہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الہام کا ذکر کرتے ہُوئے لکھا۔ کہ خدا تعالٰے کے فضل سے راقم بھی اس میں تجربہ کار ہے۔ اس قسم کے تمام فقرات اُس نے کاٹ دیئے ہیں۔ کیونکہ وُہ یہ دعوٰے نہیں کر سکتا تھا۔ مگر باقی تمام کتاب اُس نے اپنے نام سے شائع کی ہُوئی ہے۔ اب کجا وُہ حالت کہ ان چیزوں پر تعجب کا اظہار کیا جاتا تھا۔ اور کجا یہ حالت کہ چوری کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب کو اپنے نام پر شائع کر دیا جاتا ہے۔

قرآنِ مجید کی آیات میں ترتیب

ہونے کا دعوٰے بھی مسلمانوں کے نزدیک ایک بالکل غیر معقول اور احمقانہ دعوٰے تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ امر شائع فرمایا۔ کہ قرآن مجید کی تمام آیات اور ان آیات کے تمام الفاظ میں ترتیب ہے۔ اور اس ترتیب کو نظر انداز کرنے سے قرآن مجید کی خوبی۔ اور اس کا حسن مارا جاتا ہے۔ تو مسلمانوں نے حیرت اور تعجب سے اس دعوٰے کو دیکھا۔ اور انہوں نے خیال کیا۔ کہ یہ ایک ایسا دعوٰے ہے۔ جسے عقلِ سلیم قبول نہیں کر سکتی۔ ان کی تفسیریں تقدیم و تاخیر کی بحثوں سے بھری پڑی تھیں۔ جہاں کہیں ان کو قرآن مجید کے معنے سمجھ میں نہ آتے۔ وُہ کہتے۔ اس آیت کے الفاظ غلطی سے آگے پیچھے ہو گئے ہیں۔ غلطی کا لفظ میں نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے۔ کیونکہ آگے پیچھے الفاظ غلطی سے ہی ہوا کرتے ہیں۔ ورنہ اگر حکمت کے ماتحت الفاظ کی ترتیب ہو تو ان کے متعلق آگے پیچھے ہو جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

پس وُہ سمجھتے۔ کہ گویا خدا بھی نعوذ باللہ کبھی جلدی میں غلطی کر جاتا ہے جو الفاظ بعد میں رکھنے ہوتے ہیں۔ وُہ پہلے رکھ دیتا ہے۔ اور جو الفاظ پہلے رکھنے ہوتے ہیں۔ وُہ بعد میں رکھ دیتا ہے۔ چنانچہ بڑا دعوٰے ان کا یہ تھا۔ کہ

يَا عِيسٰى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ

میں نعوذ باللہ خدا تعالٰے سے غلطی ہوئی۔ اُسے رافعك الیّ پہلے رکھنا چاہیئے تھا۔ اور متوفیك بعد میں۔ جب کبھی مسلمانوں کے سامنے احمدی یہ آیت پیش کرتے۔ اور کہتے۔ کہ دیکھو۔ یا عیسٰے انی متوفیك ورافعك الیّ والی آیت میں حضرت عیسٰے علیہ السلام کے متعلق وفات کا پہلے ذکر ہے۔ اور رفع کا بعد میں۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام پہلے فوت ہوئے ہیں۔ اور اس کے بعد اللہ تعالٰے کی طرف اٹھائے گئے ہیں۔ مگر تم کہتے ہو۔ کہ وُہ اللہ تعالٰے کی طرف اٹھائے گئے ہیں اگر فوت نہیں ہوئے۔ تو اس پر تمام مولوی جس طرح ایک بے وقوف اور احمق شخص کی حماقت پر مسکرا کر جواب دیا جاتا ہے نہایت عالمانہ شکل بنا کر اور احمدیوں کی مزعومہ جہالت پر ہنسی کرتے ہوئے کہتے۔ اس آیت میں

تقدیم و تاخیر ہوگئی ہے

یعنی جو پہلے لفظ رکھنا تھا۔ وُہ اللہ تعالٰے نے بعد میں رکھ دیا۔ اور جسے بعد میں رکھنا تھا۔ اسے پہلے رکھ دیا۔ مگر کوئی نہ بتاتا۔ کہ اس نے کیوں پہلے رکھنے والا لفظ بعد میں اور بعد کا لفظ پہلے رکھ دیا آخر وجہ کیا تھی۔ اور اللہ تعالٰے کو کونسی ایسی مشکل پیش آئی تھی۔ جس کی بناء پر الفاظ کو آگے پیچھے کرنا پڑا۔ اگر کوئی مشکل پیش آئی تھی۔ تو اسے بیان کرنا چاہیئے۔ اور اگر حکمت تھی۔ تو اسے بیان کرنا چاہیئے مگر یونہی الفاظ کو آگے پیچھے رکھ دیا یا تو مطالب سے جہالت کی وجہ سے ہوتا ہے یا الفاظ سے جہالت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یا پھر جلدی میں بعض دفعہ ایسا ہو جاتا ہے۔ کہ انسان سے الفاظ آگے پیچھے ہو جاتے ہیں ہمارے ملک میں مشہور ہے۔ کہ کسی زمیندار کا بیل گم ہو گیا۔ وُہ تلاش کرتا رہا۔ مگر اُسے نہ ملا۔ کسی نے اسے کہا۔ کہ تم اس کی تلاش میں کہاں کہاں پھرو گے۔ بہتر ہے۔ کہ تم نماز کے وقت مسجد میں چلے جاؤ۔ وہاں سب گاؤں کے لوگ جمع ہونگے۔ وہاں دریافت کر لینا کہ کسی نے میرا بیل دیکھا ہے۔ ممکن ہے اُن میں سے کوئی تمہیں بیل کا پتہ دے دے اُس نے سوچا۔ کہ یہ تدبیر اچھی ہے۔ مجھے مسجد میں چلنا چاہیئے۔ راستہ میں وُہ سوچتا گیا۔ کہ مجھے لوگوں سے مہذب طریق سے گفتگو کرنی چاہیئے۔ اور اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ پہلے اہل مجلس کو سلام کیا جائے۔ اور پھر دریافت کیا جائے کہ کسی نے بیل تو نہیں دیکھا۔ یہ تجویز ذہن میں آتے ہی اُس نے فیصلہ کیا۔ کہ جب میں مسجد میں جاؤں گا۔ تو لوگوں سے کہونگا۔ "اہل مجلس السلام علیکم کہیں آپ نے میرا بیل دیکھا ہے"۔ یہ فقرہ سوچکر وُہ چلا۔ مگر اس کے دماغ میں چونکہ بیل کا خیال غالب تھا۔ اور السلام علیکم کے الفاظ اُس نے محض لوگوں کو خوش کرنے کے لئے ڈگار رکھے تھے۔ اس لئے مسجد میں پہنچتے ہی جلدی میں اس کے مونہہ سے نکل گیا۔ "اہل مجلس بیل بیل۔ کہیں آپ نے میرا السلام علیکم دیکھا ہے"۔

یہ وُہ چیز ہے۔ جسے تقدیم و تاخیر کہتے ہیں۔ مگر ان نادانوں سے کوئی پوچھے۔ کہ کیا اللہ تعالٰے پر بھی کبھی یہ حالت وارد ہو سکتی ہے کہ "اہل مجلس بیل بیل کہیں آپنے میرا السلام علیکم دیکھا ہے"۔ کہنا تھا رافعك اور مونہہ سے نکل گیا۔ متوفیك۔ یہ مسلمانوں کی حالت تھی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوٰے کیا۔

لیکن آج مسلمان مصنفین کی کتابیں پڑھکر دیکھ لی جائیں۔ وہ وہی بات دہرا رہے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی۔ کہ

قرآن کریم کے الفاظ میں ترتیب ہے

چاہے وہ ترتیب نہ دکھا سکیں۔ جیا ہے ایسی آیتوں پر بحث کے وقت آج بھی انہیں مصیبت معلوم ہو۔ مگر وہ اس بات کے قائل ہیں۔ کہ قرآن مجید کی آیات اور اس کے الفاظ میں ترتیب پائی جاتی ہے۔ حالانکہ ان کے بڑے بڑے علماء یہ لکھا کرتے تھے۔ کہ قرآن کریم میں کوئی ترتیب نہیں۔ اگر ترتیب ہے بھی۔ تو نہایت موٹی اور معمولی۔ غرض عقائد کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو تبدیلیاں دنیا کے سامنے پیش کی تھیں۔ اس زمانہ میں ان کے خلاف نہایت جوش اور غیظ و غضب کا اظہار کیا گیا۔ اور مسلمانوں نے یوں سمجھا۔ کہ اسلام پر تبر رکھ دیا گیا ہے۔ لیکن جوں جوں جماعت احمدیہ کی طرف سے ان خیالات کو پھیلایا گیا۔ ان عقائد کی معقولیت۔ پختگی۔ صحت اور درستی لوگوں کے قلوب پر اثر انداز ہوتی چلی گئی۔ اور آہستہ آہستہ مسلمانوں کے دل ان سچائیوں کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوتے۔ اور وہ جھوٹے اور غلط اعتقاد جو ان میں پھیلے ہوئے تھے اور جن کی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف جوش اور غیظ و غضب کا اظہار کیا گیا تھا۔ آہستہ آہستہ محو ہوتے گئے یہاں تک کہ وہ تعلیمیں جن کی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کفر کے فتوے دیئے گئے۔ ان کو خود علماء نے قبول کر لیا۔ اور آج سارے علماء کہتے ہیں۔ کہ اس میں مرزا صاحب کی کونسی خوبی تھی۔ یہ باتیں تو پہلے سے قرآن میں موجود تھیں۔ مگر یہ نہیں سوچتے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے کب کہا تھا۔ کہ میں اپنی طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں۔ انہوں نے بھی تو یہی کہا تھا۔ کہ یہ باتیں قرآن مجید میں سے بیان کرتا ہوں۔ مگر اس وقت کے علماء نے انکار کیا

اور آج کے علماء کو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ ان تمام باتوں کو مان رہے ہیں۔ اس کے مقابل میں جب ہم عمل کو دیکھتے ہیں۔ تو

عملی زندگی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی تعلیم جو ہے۔ وہ غیر تو غیر اپنی جماعت میں بھی ابھی تک پوری طرح قائم نہیں ہوئی۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ورثہ کے مسئلہ پر خاص طور پر زور دیا ہے۔ اور تاکید کی ہے۔ کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو حصہ ملنا چاہیئے۔ مگر جہاں وفات مسیح کا مسئلہ قرآنی ترتیب کا مسئلہ۔ عصمتِ انبیاء کا مسئلہ اور اور بیسیوں مسائل ایسے ہیں۔ جنہیں دشمنوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ وہاں یہ مسائل ایسے ہیں۔ کہ اپنوں نے بھی ابھی تک انہیں تسلیم نہیں کیا۔ زمینداروں میں یہ مسئلہ زیادہ تر لاپرواہی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور زمیندار ہی زیادہ تر اس مسئلہ کو عملی جامہ پہنانے میں اڑک بیٹھتے ہیں۔ وہ لڑکوں کو حصہ دے دینگے۔ مگر

لڑکیوں کو حصہ دینے کے لئے تیار نہیں

ہونگے۔ اسی طرح غرباء اور امراء میں پیار۔ اتحاد و محبت۔ یکجہتی اور یکسوئی کی جو تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے کتنے لوگوں نے اس پر عمل کیا ہے۔ اب تحریکِ جدید کے ماتحت کھانے اور کپڑوں کے متعلق بعض احتیاطیں امراء نے اختیار کی ہیں مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا اسی رُوح کے ماتحت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا کرنا چاہتے تھے۔ یا معین صورت میں۔ اگر انسان ایک رُوح کے ماتحت کام کرے۔ تو وہ اس حکم کے تمام گوشوں کو مدنظر رکھتا۔ اور باریک سے باریک امور کو بھی بجا لانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ لیکن اگر صرف حکم کی تعمیل مدنظر ہو۔ تو انسان اپنے آپ کو اس حکم کے الفاظ تک محدود رکھتا ہے۔ نیتوں کے فرق کے ساتھ عمل میں بھی فرق آ جاتا ہے۔ جس نے حکم ماننا ہو۔ وہ یہ دیکھتا ہے۔ کہ الفاظ کتنے ہیں۔ اور کیا۔ اور جو اخلاص کے ماتحت کام کرتا ہے۔ وہ سارے پہلوؤں پر غور کرتا اور کہتا ہے

کہ اس حکم کے یہ معنے بھی ہونے چاہئیں۔ اور یہ معنے بھی ہونے چاہئیں۔ اسی طرح

مغربیّت کے مقابلہ کے لئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے فتاویٰ موجود ہیں۔ مگر کتنے احمدی ہیں۔ جو ان پر عمل کرتے ہیں۔ لفظی طور پر قربانی کا دعوےٰ بہت سے لوگ کر بیٹھیں گے۔ لیکن عملی طور پر ان چیزوں کی عظمت کا اقرار کرنے والے اور اپنے عمل سے ثبوت دینے والے بہت کم لوگ نظر آتے ہیں۔ حالانکہ جب تک ہم اس بات میں کامیاب نہیں ہو جاتے۔ دنیا کے سامنے نمایاں نتیجہ پیش نہیں کر سکتے۔ نمایاں نتیجہ دنیا کے سامنے اسی صورت میں ہم پیش کر سکتے ہیں۔ جب عملی زندگی میں بھی ہم اپنے آپ کو اسی دور میں لے جائیں۔ جو آج سے تیرہ سو سال پہلے دنیا میں جاری ہوا۔ جب ہماری شکلوں اور صورتوں کو دیکھکر

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کا زمانہ

یاد آ جائے۔ جب ہم اس راہ کو اختیار کر لیں جو صحابہؓ نے اختیار کی۔ جب سچائی پر ہمارا قیام ہو جائے۔ جب جھوٹ اور فریب سے ہم بچنے والے ہوں۔ جب لڑائی اور جھگڑے کی رُوح کو ہم مٹا دیں۔ جب اخلاقِ فاضلہ کا حصول ہماری زندگی کا مقصد ہو جائے جب اللہ تعالےٰ کی محبت ہر وقت ہمارے سامنے رہے۔ اور جب اس کے قرب کے حصول کے لئے ہم ہر وقت جدوجہد کرتے رہیں۔ تب ہم دنیا میں تغیر کر سکتے ہیں۔ اور تبھی دُنیا کے لوگ

عملی زندگی میں ہماری نقل

کریں گے۔ مگر اب تو یہ حالت ہے۔ کہ عقائد میں وہ ہماری نقل کر رہے ہیں۔ اور عمل میں ہم ان کی نقل کر رہے ہیں۔ حالانکہ وعظ و نصیحت کے لحاظ سے کوئی کمی نہیں ہوئی۔ شاید ہی اہم مسائل میں سے کوئی مسئلہ ایسا رہ گیا ہو۔ جس کے متعلق کوئی لیکچر کوئی خطبہ کوئی رسالہ یا کوئی تصنیف نہ ہو۔ مگر شاید ہی کوئی ایسی بات ہو جس پر جماعت بحیثیت جماعت قائم ہو۔ پہلی چیز تو

نماز باجماعت

ہی ہے۔ ابھی تک میں دیکھتا ہوں۔ کہ نماز باجماعت کی پوری پابندی نہیں کی جاتی میں نے محلہ وار مسجدوں کے ساتھ انجمنیں اسی غرض کے لئے بنوائی تھیں۔ کہ وہ لوگوں کی نگرانی رکھیں۔ مگر مسجدوں کے ساتھ انجمنیں تو بن گئیں۔ لیکن انہوں نے کام کوئی نہیں کیا۔ گویا نام انہیں ملا مگر کام نہیں ملا۔ کیونکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ ایسے لوگ موجود ہیں۔ اور کافی تعداد میں موجود ہیں۔ جو مساجد میں نماز نہیں پڑھتے۔ اور یہ بھی واقعہ ہے۔ کہ کسی پریذیڈنٹ یا سیکرٹری نے مجھے کبھی اطلاع نہیں دی۔ کہ فلاں فلاں لوگ مسجد میں نماز نہیں پڑھتے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ پریذیڈنٹ یا سیکرٹری نام رکھا کر بیٹھ گئے ہیں۔ کام کرنے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن نام کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ سب سے بڑا حکم اسلام میں نماز کا ہی ہے۔ کیونکہ اسلام نماز کو

خدا تعالےٰ سے باتیں کرنا

قرار دیتا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ نماز مومن کا معراج ہے جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ مومن نماز کی حالت میں اپنے رب سے باتیں کرتا ہے۔ جب ہم میں سے کچھ لوگ اپنے خدا سے باتیں کرنے کے لئے ابھی

تیار نہیں۔ تو وہ اس کے لئے اور کیا قربانی کرسکتے ہیں۔ اگر ہر محلہ کے پریذیڈنٹ اور سکرٹری مساجد میں جاتے ہیں۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ انہیں کیا مصیبت پڑتی ہے۔ کہ وہ لوگوں کی نگرانی نہیں کرتے۔ اور اس بات کا پتہ نہیں لیتے۔ کہ فلاں فلاں آدمی مسجد میں نہیں آتا۔ پھر انہیں کیا مصیبت پڑتی ہے۔ کہ وہ میرے پاس ان کی رپورٹ نہیں کرتے

مسجدوں میں باجماعت نماز نہ پڑھنے والے

معمولی آدمی ہی نہیں۔ بلکہ بعض ایسے بھی ہیں۔ جو جماعت میں باعزت سمجھے جاتے یا بارتبہ سمجھے جاسکتے ہیں۔ مگر جماعت کے رتبہ دے دینے سے بھلا کیا بنتا ہے رتبہ وہ ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے ملے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کو جو مسجد میں نماز باجماعت ادا نہیں کرتا۔ منافق قرار دیتے ہیں۔ پس اگر آپ لوگ سب مل کر بھی اسے لیڈر بنالیں تو اس سے کیا بنتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے مطابق تو وہ منافق ہے۔ اور اس کی وہی حالت ہے جو حدیثوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان کی۔ کہ جب کوئی منافق مرجاتا ہے۔ اور عورتیں اس پر بین ڈالتی اور کہتی ہیں۔ کہ ہائے او بہادرا۔ ساری دنیا کا تو سہارا تھا۔ تو فرشتے اسے جوتیاں مارتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ کیا واقعہ میں تو دنیا کا سہارا تھا۔ پھر وہ کہتی ہیں۔

"ہائے او میرے شیرا"

تو فرشتے پھر اسے جوتیاں مارتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کیا تو شیر تھا۔ تیرے جیسا تو بزدل دنیا میں اور کوئی نہ تھا تو تمہاری دی ہوئی لیڈری اور اعزاز کیا کام دے سکتی ہے۔ رتبہ وہ ہے جو خدا اور اس کے رسول کی طرف سے ملے۔ اور وہ رتبہ مسجد میں نماز باجماعت ادا نہ کرنے والے کا یہ ہے۔ کہ وہ منافق ہے پس تم اگر سارے مل کر اسے اپنا بادشاہ بنالو۔ یا اسے اپنا لیڈر تسلیم کرلو تو تمہارے رتبے دینے سے اس کی قیمت میں کوئی اضافہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ رتبہ وہی ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملے۔ اور عزت وہی ہے۔ جو اس کی طرف سے عطا ہو۔

غرض ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو مساجد میں نہیں آتے۔ لیکن انجمنیں تو بن گئی ہیں۔ مگر ایسے لوگوں کی کوئی نگرانی نہیں ہوتی۔ اور نہ ان کی رپورٹیں میرے پاس آتی ہیں۔ سال بھر سے زیادہ ہونے لگا ہے۔ جب یہ کمیٹیاں قائم کی گئی تھیں۔ مگر ابھی تک ایک کام میں بھی اصلاح نہیں ہوئی۔ بلکہ انہوں نے اصلاح کیا کرنی تھی۔ ان میں تو اتنی ہمت بھی پیدا نہیں ہوئی۔ کہ وہ میرے پاس رپورٹ کرتے۔ حالانکہ انہیں چاہیئے تھا۔ کہ وہ لوگ جو مسجدوں میں نماز کے لئے نہیں آتے۔ ان کا پتہ لگاتے۔ اور پھر پانچ سات آدمیوں پر مشتمل وفد بناتے اور جس کے متعلق یہ ثابت ہوتا۔ کہ وہ اکثر ناغہ کرتا ہے اور مسجد میں نماز کے لئے نہیں آتا۔ اس کے پاس وہ پانچ سات آدمی مل کر جاتے۔ اور اس سے دریافت کرتے۔ کہ وہ کیوں مسجد میں نہیں آتا۔ اگر سستی کی وجہ سے وہ مسجد میں نہیں آتا۔ تو اسے آئندہ باقاعدہ مسجد میں نماز پڑھنے کی تاکید کی جاتی۔ اس پر بھی اگر اس کی اصلاح نہ ہوتی۔ تو اس کی رپورٹ میرے پاس کرتے۔ مگر مجھے افسوس ہے۔ کہ پریذیڈنٹ اور سکرٹری اس پہلو سے بالکل غافل رہے ہیں۔ اصل مضمون میرا اور ہے مگر میں ضمنی طور پر

مساجد کے مخلص مقتدیوں سے

کہتا ہوں۔ جن کے دل میں اسلام اور احمدیت کا درد ہے۔ اور جو چاہتے ہیں کہ اسلام اور احمدیت ترقی کرے۔ کہ اگر ایک مہینہ کے اندر اندر ایسے پریذیڈنٹ اور سکرٹری اپنی اصلاح نہ کریں۔ تو وہ ایک مہینہ کے اندر ان پریذیڈنٹوں اور سکرٹریوں کو برخاست کردیں۔ اور کسی اور کو پریذیڈنٹ اور سکرٹری بنالیں۔

میں نے پہلے بھی کہا تھا۔ کہ پریذیڈنٹ یا سکرٹری کے لئے بڑے پایہ کا ہونا شرط نہیں۔ معزز وہ ہے جو قربانی کرے۔ اور اللہ تعالےٰ کے دین کا درد اپنے دل میں رکھے۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پڑھ ہوتے ہوئے

دنیا کے معلم اور استاد

بن سکتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ آپ کے اتباع ان پڑھ ہوتے ہوئے دنیا میں عظیم الشان کام کرکے نہ دکھا سکیں پس یہ ضروری نہیں۔ کہ پریذیڈنٹ یا سکرٹری اسے بنایا جائے۔ جو پڑھ سکتا ہو۔ بلکہ اگر ایک متقی ان پڑھ ہے تو اس کو ہی اپنا پریذیڈنٹ بنائیں۔ اور پھر یہ بھی ضروری نہیں۔ کہ وہ سو دو سو یا چار سو روپیہ کی ماہوار آمد رکھنے والا ہو بے شک وہ پانچ روپیہ ماہوار کمانے والا ہو۔ بے شک وہ کنگال ہو۔ مگر کام کرنے والا ہو۔ اس کو تم پریذیڈنٹ بنالو۔ اور یاد رکھو۔ کہ عزت وہ نہیں جو دنیا کے مال و دولت سے ملتی ہے۔ اگر مال و دولت کی وجہ سے ہی عزت ملتی۔ تو بجائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ظلی نبوت ملنے کے جو ایک معمولی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ چاہیئے تھا۔ کہ راتھ شیلڈ یا راک فیلر یا انگلستان اور امریکہ کے دوسرے کروڑپتیوں کو یہ منصب ملتا مگر اللہ تعالےٰ نے ان کو نہیں چنا بلکہ تمام ممالک میں سے ہندوستان کو چنا جو ہر ملک سے ترقی کی دوڑ میں پیچھے تھا۔ اور ہندوستان میں سے بھی صوبہ پنجاب کو چنا جو تمام صوبوں کے مقابلہ میں ادنےٰ تھا۔ اور صوبہ پنجاب میں سے بھی ضلع گورداسپور کو چنا۔ جو تمام ضلعوں میں سے خراب ضلع سمجھا جاتا تھا۔ اور ضلع گورداسپور میں سے بھی قادیان کو چنا

جو تمام دیہات میں سے ایک معمولی دیہہ تھا اور قادیان میں سے بھی ایسے فرد کو چُنا جو اپنے خاندان میں بھی غیر معروف تھا۔ تم بھی خدا تعالیٰ کے انتخاب کو سامنے رکھا کرو اور دیکھا کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ کس بناء پر انتخاب کیا کرتا ہے۔ تم بھی کسی کو اس لئے پریذیڈنٹ یا سیکرٹری مت بناؤ۔ کہ وہ بڑی توند والا ہے۔ یا بڑی دولت والا ہے۔ یا بڑھ بڑھ کر باتیں کرتا ہے۔ بلکہ تم اس کو پریذیڈنٹ اور سیکرٹری بناؤ۔ جو واقعہ میں سلسلہ کا درد رکھنے والا ہو۔ اور اسلام کی تڑپ اپنے سینہ میں رکھتا ہو۔ ایسا شخص کام بھی کرے گا۔ اور

اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی

کا بھی وارث ہوگا۔

غرض عملی زندگی میں ہمیں بہت سی کمزوریاں نظر آتی ہیں۔ اور ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم سوچیں ان کی اصلاح کی کیا تدابیر ہیں۔ اور کیا مشکلات ہمارے راستہ میں حائل ہیں۔ مگر میں آج ان تدابیر کو بیان نہیں کرسکتا۔ کیونکہ وقت زیادہ ہو گیا ہے۔ اور میری طبیعت بھی کمزور ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔ تو اگلے جمعہ میں میں اس مضمون کا بقیہ حصہ بیان کرنے کی کوشش کروں گا مگر اس وقت تک جماعت کے مخلصوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اس مسئلہ پر غور کریں۔ جو تغیر عقائد کے متعلق میں نے بتایا ہے۔ وہ کتنا عظیم الشان ہے۔

آج سے چالیس سال پہلے

جن باتوں کو لوگ کفر قرار دیتے تھے۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے ماتحت خود وہی لوگ ان باتوں کو مان رہے ہیں۔ اس سے قیاس کرلو۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو عمل کے متعلق تعلیم ہے۔ وہ ویسی زبردست ثابت نہ ہو۔ اس پر اتنے دن غور کرو۔ اور سوچو۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ آیا یہ ہمارے کسی نقص کی وجہ سے ہے۔ یا یہ تعلیم کا نقص ہے۔ یا ذرائع کا نقص ہے۔ کہ عقائد کی تعلیم کی تو یہ حالت ہے۔ کہ کافر کہنے والے بھی اسے تسلیم کر رہے ہیں۔ اور عملی تعلیم اتنی کمزور ہے کہ اپنوں پر بھی ابھی اس کا پورا اثر نہیں ہوا۔

یہ فرق کیوں ہے؟

جس دماغ پر ایک بات نازل ہوئی ہے۔ اسی دماغ پر دوسری بات بھی نازل ہوئی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ عملی حصہ کمزور ہے۔ اس پر اگر غور کروگے تو تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ ضرور نقص ہمارے اندر ہی ہے۔ مگر وہ کیا نقص ہے۔ اور اس کے ازالہ کی کیا تدابیر ہیں۔ اس پر غور کرو۔ اور اپنے ذہن میں وہ تدبیریں سوچو۔ جن سے اس نقص کا ازالہ ہو سکے۔ تا تمہارے نفس میں

عملی حصہ کی اہمیت کا احساس

ہو۔ اور تم میں اس صورت حالات کو بدل دینے کی خواہش پیدا ہو۔ پھر میں بھی انشاء اللہ اپنے خیالات ظاہر کرونگا۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ وہ لوگ جو مخلص ہیں وہ میرے ساتھ تعاون کرینگے۔ اور ان باتوں کے پورا کرنے میں میری مدد کریں گے۔ تا ہماری جماعت پر جو اعتراض آتا ہے۔ اُسے ہم دور کرسکیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کوئی بعید بات نہیں۔ اگر ہم سچے طور پر بعض تدابیر اختیار کریں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہمیں اس حصہ میں بھی ویسی ہی کامیابی حاصل نہ ہو۔ جیسی عقائد کے بارہ میں ہمیں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

درحقیقت ہمارے لئے وہی خوشی کا دن ہوگا۔ جب ہمارا عقیدہ اور عمل دونوں اسلام اور احمدیت کی تعلیم کے مطابق ہوں گے۔ کیونکہ عقیدہ بغیر عمل کے کچھ نہیں۔ جیسے عمل بغیر عقیدہ کے کچھ نہیں۔ میں

اللہ تعالیٰ سے دعا

کرتا ہوں۔ کہ وہ مجھے بھی اور آپ لوگوں کو بھی توفیق عطا فرمائے۔ کہ ہم ان نقائص کو سمجھ سکیں۔ جن کی وجہ سے اب تک ہمیں پوری کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اور وہ تدابیر اپنے فضل سے سمجھائے۔ جن پر عمل کرنے سے کامیابی عطا ہو۔ اور ہمیں ایسے مخلص بندے دے۔ جن کے دل ہر قسم کے بغض کینہ اور کپٹ سے پاک ہوں۔ اور وہ اُن تدابیر کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کردیں۔ اور وہ دن لانے کی کوشش کریں۔ جس میں مومن کی جنت اس کے قریب آجاتی ہے۔ یعنی عقیدہ اور عمل دونوں خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہو جاتے ہیں۔

لیڈرانِ احرار اپنے ترجمان "مجاہد" کا مرثیہ پڑھ چکے

آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کی نمائندہ ہونے کی مدعی مجلس احرار اور اس کے ترجمان "مجاہد" کو مسلمان جس قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس کا اندازہ اس تازہ واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ کہ "مجاہد" باوجود کئی دن تک انتہائی چیخ و پکار کے اور ہر طرح عوام کے جذبات کو بھڑکانے اور جوش دکھانے کے دو ہزار کی رقم بھی حاصل نہ کرسکا۔ اور آخر

اب تو جاتے ہیں میکدہ سے میر پھر ملیں گے اگر خدا لایا

کہتا یوں عدم آباد کو روانہ ہو گیا۔ کہ

"آج کے بعد ہمارے پاس اپنے خیالات و افکار کی ترجمانی کا کوئی ذریعہ نہیں رہے گا۔ آج ہم جذبات سے بھرے ہوئے دل اور آنسوؤں سے بھری ہوئی آنکھوں کو لے کر مجاہد سے رخصت ہوتے ہیں۔ اور آپ سے قانونی مجبوریوں کے باعث ادخال زرضمانت تک اجازت چاہتے ہیں۔ مجاہد کا آئندہ اجراء آپ کے دوش ہمت اور رب قدیر کے فضل و کرم پر موقوف ہے۔ ہم اس معاملہ میں بالکل بے بس اور لاچار ہیں"

مگر یہ صرف روپیہ بٹورنے کے ہتھکنڈے ہیں۔ کہ ضمانت کے نام سے لوگوں کو جس قدر لوٹا جا سکے۔ لوٹ لیں۔ اور پھر چند دن کے بعد یہ کہکر کہ روپیہ پورا نہیں ہوا جو کچھ ہاتھ آجائے۔ اُسے ہضم کر جائیں۔ اور کسی اور نام سے چیتھڑا نکال کر بدزبانی اور فتنہ پردازی شروع کردیں۔ اب احرار خواہ اپنے ترجمان کو سابقہ نام سے جاری کریں یا نئے نام سے اور غالباً نئے نام سے ہی جاری کریں گے۔ یہ بات تو پایہ ثبوت کو پہونچ گئی۔ کہ احرار کو اب کوئی دو کوڑی کو بھی نہیں پوچھتا:

احباب ۶ جون ۳۶ء کو یاد رکھیں

احباب کو یاد ہوگا۔ کہ گذشتہ سال ماہ مئی جون ۱۹۳۵ء میں عارضی فہرست رائے دہندگان میں نام درج کرنے کے لئے احباب نے جو درخواستیں دی تھیں۔ ان کی تکمیل کے لئے اب آخری تاریخ ۶ جون ۱۹۳۶ء مقرر ہوئی ہے۔ اس کے بعد ہر شخص جو کسی صفت کی بنا پر ووٹ دینے کا حق دار ہوگا۔ مگر اس نے اس تاریخ کے اندر اندر نام درج نہ کرایا ہوگا۔ اپنے اس حق سے محروم سمجھا جائے گا۔

اس لئے تمام ان احباب کو چاہیئے۔ کہ جن کے نام درخواست کے ذریعہ درج ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ ۶ جون سے قبل اپنے نام درج کرانے کے لئے اپنی اپنی درخواستیں اپنے علاقہ کے پٹواری یا محرر رجسٹریشن یا نائب تحصیلدار کو پہنچا دیں۔ جن لوگوں نے گذشتہ سال درخواست کے ذریعہ نام درج کرائے ہوں۔ وہ بھی اپنے ناموں کے متعلق اطمینان کر لیں۔ کہ آیا ان کے نام رجسٹر میں درج ہو چکے ہیں یا نہیں۔

فہرست رائے دہندگان کے متعلق ایک مفصل چٹھی تمام صوبہ پنجاب کے سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں بھجوا دی گئی ہے۔ اگر کسی دوست کو نہ پہنچی ہو۔ تو اطلاع دیں۔ تاکہ دوبارہ ان کی خدمت میں بھجوائی جا سکے۔ یا پھر الفضل مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۳۶ء کو ملاحظہ فرمائیں۔ تاکہ ان کو مفصل قواعد کا علم ہو سکے۔

(ناظر امور خارجہ قادیان)

ایک مخلص بھائی کی وفات پر اظہار افسوس

ایک مہینہ کے قریب ہوا ہے۔ کہ ہمارے محترم دوست کاکا عبد القادر صاحب کٹی آف مالابار بارہ سال کے بعد رنگون سے عازم مالابار ہوئے۔ وہاں جا کر پچیس دن کے بعد اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آج ان کی وفات کی خبر بذریعہ تار ملی ہے۔ جس پر جماعت کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد کیا گیا۔ اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کئے گئے۔

(۱) ممبران انجمن احمدیہ رنگون اپنے معزز اور محترم بزرگ کاکا عبد القادر صاحب کٹی کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالے ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

(۲) مندرجہ بالا ریزولیوشن کی نقول (۱) الفضل قادیان (۲) ستیا دوتن اننا نور مالاباد۔ اور (۳) مرحوم کے لواحقین کو بھیجی جائیں۔

(نامہ نگار)

کہ وہ آج کل کہاں ہیں۔ اور اپنی وصیت کو جاری رکھنا چاہتی ہیں۔ یا نہیں۔ یا چندہ نہ بھیجنے کی کیا وجہ ہے۔

(سکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان)

ضروری اعلان

استانی کنیز فاطمہ بیوہ مرزا انور محمد صاحب موصیہ نمبر ۳۵۴۹ کی طرف سے جولائی ۱۹۳۳ء سے حصہ آمد نہیں آیا۔ اور نہ ہی ان کا پتہ ہے۔ کہ کہاں ہیں۔ اگر کسی صاحب کو ان کا علم ہو۔ تو اطلاع دیں۔ یا وہ خود اس اعلان کو دیکھ کر اطلاع دیں

ایک استانی کی ضرورت

ضلع ملتان میں ایک زنانہ مڈل سکول کے لئے جے۔ اے۔ وی تک تعلیم یافتہ ہیڈ مسٹریس کی ضرورت ہے۔ اس قدر قابلیت رکھنے والی جو احمدی مستورات اس آسامی پر جانا چاہیں وہ اپنی درخواست سرنامہ خالی چھوڑ کر علیحدہ طور پر پریذیڈنٹ جماعت مقامی کی تصدیق کے ساتھ نظارت ہذا میں ارسال فرمائیں۔

(ناظر امور عامہ۔ قادیان)

ضلع مین پوری کی خاتون ممبر

مجھے دلی مسرت ہے۔ کہ ایک جلسہ بیگمات میں باتفاق آرا طے پایا۔ کہ صوبہ کی کونسل کی ممبری یا اسمبلی ممبری کے واسطے جو مسلم خواتین کی تعداد معین ہے۔ منجملہ ان کے جنابہ محترمہ طیبہ ممتاز بیگم ایڈیٹرہ رسالہ اصلاح بیگمات کمیٹی ہند" قصبہ کرہل ضلع مین پوری کو منتخب کیا جائے۔ اور بہن ممتاز سے استدعا کی جائے۔ کہ وہ از راہ خدمتِ قوم و افادہ ملک و ملت اس اہم فریضہ کو انجام دیکر خواتین کے حق میں مبارک و مسعود ثابت ہوں۔ خاکسار۔ جمیلہ خانم دختر بابو محبوب خان صاحب از کرہل)

نیشنل لیگ صوبہ سرحد کی اہم قرارداد

مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کی اشاعت کو روکا جائے

ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ احمدیہ کے وقار کیلئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک پیش کر دیں گے

۲۲ رمئی بروز جمعہ ایک غیر معمولی اجلاس زیر انتظام پراونشل نیشنل لیگ صوبہ سرحد پشاور مسجد احمدیہ پشاور شہر میں منعقد ہوا۔ اور مندرجہ ذیل ریزولیوشنز باتفاق آرا پاس کئے گئے۔

(۱) یہ جلسہ گورنمنٹ صوبہ پنجاب کی توجہ مسٹر کھوسلہ سشن جج ضلع گورداسپور کے فیصلہ کی طرف مبذول کرواتا ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ اس فیصلہ کے بہت سے حصص جو کہ قابل اعتراض تھے۔ عدالت عالیہ کے فاضل جج مسٹر جسٹس کولڈ سٹریم نے حذف کر دیئے۔ احرار کی طرف سے اصلی حالت میں ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو رہا ہے۔ اور بدستور جماعت احمدیہ کے پیارے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ہتک آمیز الفاظ استعمال کر کے جماعت کے دلوں کو مجروح کیا جا رہا ہے۔ گورنمنٹ صوبہ پنجاب کی نظر میں عدالت عالیہ کے صادر شدہ فیصلے کی اگر کچھ بھی توقیر ہے۔ تو اسے چاہیئے کہ اس گندے پلندے کی اشاعت کو روک دے ؛

(۲) ہم حکومت پنجاب پر واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے وقار کو اپنی جانوں مالوں اور اپنی جائدادوں سے بھی عزیز سمجھتے ہیں۔ اور اگر ہمیں اس پاک ہستی کی عزت کو محفوظ رکھنے کے لئے ان سب چیزوں کو قربان بھی کرنا پڑے۔ تو ہم کوئی دریغ نہیں کریں گے۔ اور ہم آئین حکومت کے اندر رہ کر اپنے حقوق کے حصول کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے۔ خواہ ہمیں اس کے حصول کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بھی پیش کرنا پڑے۔ ہم دریغ نہیں کریں گے ؛

(۳) باتفاق آرا پاس ہوا کہ مندرجہ بالا ریزولیوشنز کی نقول گورنر جنرل۔ چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب۔ صدر آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور۔ اخبار سن رائز اور اخبار الفضل قادیان کی خدمت میں بھیجی جائیں ؛

سکرٹری پراونشل نیشنل لیگ صوبہ سرحد پشاور شہر

واقفین نصف ماہ جون کی خاص توجہ کے قابل

جن احباب نے کچھ عرصہ ماہ جون ۱۹۳۶ء سے تبلیغ کے لئے وقف کرنے کی اطلاع دی تھی۔ ان کی خدمت میں ان کے حلقہ تبلیغ کے متعلق اطلاع دفتر ہذا کی طرف سے بھجوائی جا چکی ہے۔ اور دیگر ہدایات بھی بھجوا دی گئی ہیں۔ جن جن دوستوں کو اطلاع تا حال موصول نہ ہوئی ہو۔ وہ دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔ تا دوبارہ ان کو وہ ہدایات ارسال کی جا سکیں۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ کسی غلط فہمی کی وجہ سے عرصہ وقف کردہ میں خدمت سلسلہ سے محروم رہ جائیں ؛

انچارج تحریک جدید قادیان

حصہ وصیت میں اضافہ

قاضی کلیم الدین صاحب آف بره پوره بھاگلپور نے اپنی وصیت بجائے ۱/۱۰ کے ۱/۳ حصہ کی کر دی ہے۔ اور اس کے مطابق حصہ آمد دینا شروع کر دیا ہے۔ احباب کو اضافہ وصیت کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کو اور زیادہ نیکی میں ترقی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

صداقت (سچائی)

مندرجہ ذیل ادویہ صداقت کا ایک صحیح نمونہ ہیں پچیس سال سے ان ادویہ کا بار بار تجربہ ہو رہا ہے ہزارہا مریض شفا یافتہ ہو گئے ہیں۔ یہ ادویہ ۹۰ فی صدی بفضل خدا کامیاب ہیں۔

حیض کی خرابیاں۔ ماہواری خون کی بیقاعدگی جن کو ماہواری خون حیض کم آتا ہو۔ درد سے آتا ہو۔ سیاہ رنگ جلا ہوا آتا ہو۔ بے قاعدہ آتا ہو۔ پھر اس کی وجہ سے سر درد رہتا ہو نیز اس مرض کے ساتھ قبض (پاخانہ کھل کر نہ آنا) کی شکایت ہوا کرتی ہے۔ جب حیض کے دن قریب آتے ہیں تو مریضہ کے لئے ایک مصیبت کے دن آجاتے ہیں۔ بدن جلتا ہے۔ بے کلی ہوتی ہے۔ ایسی مریضہ کو حمل بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ اور عمر تباہ ہو جاتی ہے۔ انشاءاللہ ہماری تیار کردہ **"عورتوں کی ہمدرد گولیاں"** ان تمام عوارض کے لئے صحت کا پیغام ہیں۔ ایک شیشی میں ۶۰ گولیاں ہوتی ہیں قیمت دو روپیہ۔ پرچہ طریقہ استعمال ساتھ ہوگا۔

گردہ کا درد اور اسکی پتھری اس مرض کا جب دورہ ہوتا ہے۔ تو پھر خدا کی پناہ یہ وقت ایک بڑی مصیبت کا ہوتا ہے ہمارا تیار کردہ **"سفوف پتھری توڑ"** اس مرض کیلئے انشاءاللہ شافی علاج ہے۔ ۶۰ خوراکوں کی قیمت دو روپے۔ یہ ایک ماہ کیلئے ہے۔ اور اس مرض کا مکمل علاج جسمیں ساری پتھری حل ہو کر پیشاب کے ساتھ خارج ہو جاتی ہے تین ماہ تک جاری رکھنا چاہیئے

امراض دندان کا مفید علاج "پائی اوریا" اس مرض میں دانتوں کی جڑوں سے پہلے خون نکلتا ہے۔ پھر کچھ مدت کے بعد پیپ بن جاتی ہے یا شروع سے ہی پیپ پڑ جاتی ہے منہ سے بدبو آنے لگتی ہے۔ یہ مرض سخت خطرناک ہے۔ گویا یہ سل ہو جاتی ہے۔ **دانتوں کو کیڑا لگنا"** اس مرض میں دانت کھایا جاتا ہے اور سیاہ ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی دانتوں میں درد شروع ہو جاتا ہے ان دونوں مرضوں کے لئے **"روغن مفید پائی اوریا" "پوڈر مفید پائی اوریا"** دونوں دوائیں مل کر ایک مکمل اور شافی علاج ہے۔

ذیابیطس یا کثرت پیشاب بمعہ شکر یہ مرض دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک میں صرف پیشاب کی کثرت ہوتی ہے۔ دوسری قسم میں پیشاب کی کثرت ہوتی ہے اور اس میں شکر حل شدہ خارج ہوتی ہے یہ شکر والا مرض خطرناک ہے۔ اس کے لئے ہمارا تیار کردہ **سفوف ذیابیطس عہ** بفضل خدا ایک عمدہ علاج ہے۔ ۶۰ خوراک جو ایک ماہ کے لئے ہے۔ قیمت دو روپے۔ اس علاج کو کم از کم تین ماہ تک جاری رکھنا چاہیئے۔

جریان اور احتلام کثرت یہ مرض بھی مرد کے لئے ایک خطرناک جان کو گھن لگ جاتا ہے اس میں منی پتلی پڑ جاتی ہے۔ ہمارا تیار کردہ سفوف جریان انشاءاللہ العزیز اس مرض کے لئے بہت مفید ہے

بواسیر خونی اس مرض میں کبھی کبھار یا مقررہ دنوں میں خون جاری ہو جاتا ہے۔ اس مرض والے کا عموماً جگر خراب ہوتا ہے جب خون زیادہ خارج ہو جاتا ہے۔ تو چہرے کا رنگ زرد سفید پڑ جاتا ہے۔ اس مرض کا بفضل خدا شافی علاج **"حب مفید البواسیر"** ہے۔ اس کے استعمال سے خون آنا بند ہو جاتا ہے اور اگر یہی گولیاں تین ماہ تک استعمال کی جائیں۔ تو پھر انشاءاللہ اس مرض کی جڑ کٹ جاتی ہے ۲۰ گولیوں کی قیمت دو روپے ہے۔ جو ایک ماہ کے لئے ہے۔

پرانا ملیریا۔ پرانا بخار جو ملیریائی ہو۔ روزانہ ہو یا تیسرے روز یا چوتھے روز چڑھنے والا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ روز کا وقفہ دیکر چڑھنے والا ان بخاروں کے لئے انشاءاللہ **"حب مفید پرانا ملیریا"** گولیاں علاج شافی ہے۔ ۶۰ گولیوں کی قیمت دو روپے۔ یہ ایک ماہ کے لئے ہے۔

نوٹ:۔ یاد رہے۔ بخار تو انشاءاللہ چند گولیوں سے رک جائیگا۔ مگر علاج ایک ماہ تک ضروری ہے۔ ورنہ بخار پھر عود کر آئیگا۔ یا عود نہ کرے گا۔ تو کم از کم کمزوری باقی رہ جاتی ہے۔ جو ایک ماہ کے استعمال سے دور ہو جاتا ہے۔

نوٹ:۔ خط و کتابت کے لئے ایک آنے کا ٹکٹ ارسال کریں۔

حکیم مولوی نظام الدین ممتاز الاطباء۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قابل فخر بزرگ پُر زور سفارش کرتے ہیں

طب جدید مشرقی کی معجز نما ادویات استعمال و کتب کا مطالعہ کرو!

ارشاد مبارک حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب

قادیان

حکیم سراج الاطباء مختار احمد صاحب مختار نے مرد و عورت کے باہمی تعلقات کی خوشگوار رہنمائی کے واسطے عام فہم اردو زبان میں قریب اُٹھائی سو صفحہ کی ایک کتاب بنام **"ذوق شباب"** شائع کر کے ملک کے طبی لٹریچر میں ایک کار آمد اضافہ کیا ہے۔ فی زمانہ کئی ایک کتابیں کوک شاستر یا دوسرے ناموں سے شائع ہو چکی ہیں۔ مگر یہ کتاب اپنے مصنف کے نام کی طرح سب سے ممتاز ہے۔ طب یونانی۔ ویدک۔ انگریزی ہر لحاظ سے اس کتاب کو مکمل بنایا گیا ہے

دستخط: محمد صادق عفی عنہ

ارشاد مبارک مولانا عبدالوہاب صاحب عمر خلف الرشید حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ

میں نے کتاب ذوق شباب کو لفظ بلفظ پڑھا اس کا انداز بیان اس قدر دلربا اور آسان ہے۔ کہ عوام خصوصاً نوجوان اس سے بے حد فائدہ اٹھا سکتے ہیں میں نوجوانوں سے عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ اس کتاب کو ضرور پڑھ کر سبق حاصل کریں۔ مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ نوجوانوں کے لئے بیحد مفید ثابت ہوگا مرد و عورت کے تعلقات کو نہایت عمدہ رنگ میں بیان کیا گیا ہے میں چاہتا ہوں۔ کہ نوجوان اس کتاب سے ضرور استفادہ کریں۔

(دستخط) عبدالوہاب عمر

جس خواہشمند جوانی کے قابل مطالعہ کتاب

"ذوق شباب"

ضائع کردہ جوانی کو واپس لانیکے لئے مطالعہ کرو۔

قیمت مجلد عہ
بے جلد عــہ

اگر آپ کے

ایک ہاتھ میں دوا ذوق شباب اور دوسرے ہاتھ میں کتاب ذوق شباب ہو۔ **تو یقیناً** مرجھائے ہوئے بے رونق چہرے سرخ و سفید و دلکش بن جائیں گے۔

سینکڑوں کمزور اور مریل انسان

دوا ذوق شباب کے استعمال سے دنوں میں موٹے تازے تندرست۔ قوی۔ سرخ و سفید قابل رشک جوان بن چکے ہیں۔

دوا ذوق شباب

معدہ و جگر کو اس قدر طاقت پہنچاتی ہے۔ کہ سیروں دودھ کئی چھٹانک مکھن روزانہ ہضم ہو جاتا ہے۔ بدن میں خون اس قدر پیدا کرتی ہے۔ کہ ایک ماہ میں پندرہ سے بیس پونڈ تک وزن بڑھ جاتا ہے۔ تمام مردانہ پوشیدہ امراض کو خاص طور پر بند کرتی ہے۔ اور مادہ تولید صحیح اور بکثرت پیدا کر کے قابل اولاد بناتی ہے۔ کئی گھر اولاد جیسی نعمت سے مالا مال ہو چکے ہیں۔

قیمت فی ڈبیہ برائے پندرہ یوم ۸؍ برائے ایک ماہ صہ
محصولڈاک بذمہ خریدار ہوتا ہے

پتہ:۔ کتبخانہ دواخانہ طب جدید اندرون دہلی دروازہ لاہور

خریداران الفضل جنکو وی پی ہونگے

۸ جون کو وی پی ڈاک خانہ میں دیدئے جائینگے

حسب ذیل خریداران الفضل کا چندہ ۱۵ مئی ۱۹۳۶ء سے ۱۵ جون ۱۹۳۶ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ ان کے نام ۸ جون کو وی۔پی کئے جائیں گے۔ جو دوست قیمت بھیجنا چاہیں وہ ایسے وقت میں بھیجیں۔ کہ زیادہ سے زیادہ ۶ جون تک دفتر ہذا میں رقم پہونچ جائے۔ محاسب کے ذریعہ رقوم بھیجنے والے دفتر کو اطلاع ضرور دے دیں۔ جو دوست رقم نہ بھیجنے اور اطلاع نہ دینے کے باوجود وی۔پی واپس کریں گے۔ ان کا پرچہ حسب قواعد بند کر دیا جائے گا (مینجر)

۵۷ - سید صادق حسین صاحب
۱۳۶ - میاں محمد شریف صاحب
۳۲۵ - ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب
۳۶۲ - بابو عبد الغفور صاحب
۵۰۴ - سلیمان صاحب
۶۴۹ - مولوی محمد الدین صاحب
۸۷۰ - نیاز محمد صاحب
۹۳۵ - صدر الدین صاحب
۱۰۷۴ - سلطان عالم صاحب
۱۱۲۱ - ہدایت اللہ صاحب
۱۱۶۵ - حاجی عبد القدوس صاحب
۱۲۷۸ - اللہ رکھا صاحب
۱۲۸۵ - غلام جیلانی خانصاحب
۱۳۲۶ - ایم محمد رفیع صاحب
۱۳۳۲ - حکیم عبد الرحمٰن صاحب
۱۵۱۵ - سید حبیب اللہ شاہ صاحب
۱۵۰۴ - بابو حیات محمد صاحب
۱۸۹۸ - میاں سراج دین صاحب
۲۰۴۴ - فیض محمد صاحب
۲۱۷۴ - میر کلیم اللہ صاحب
۲۲۰۵ - چودہری محمد حیات صاحب
۲۲۵۷ - ڈاکٹر محمد شفیع صاحب
۲۶۴۳ - وزیر علی صاحب
۲۶۷۵ - محمد شفیع صاحب
۲۷۲۰ - میر امام بخش صاحب
۲۷۴۰ - چودہری عطا محمد صاحب
۲۹۴۱ - پیر بخش صاحب
۳۵۸۳ - خواجہ عبد الرحمٰن صاحب

۳۷۲۵ - مرزا اکبر بیگ صاحب
۴۱۳۰ - بابو غلام حسین صاحب
۴۱۸۴ - برکت علی صاحب
۴۶۲۶ - خیر الدین صاحب
۴۶۶۹ - سید غلام رسول صاحب
۴۷۶۰ - غلام نبی صاحب
۵۰۸۴ - دوست محمد صاحب
۵۵۵۷ - برکت علی صاحب
۵۵۸۰ - چودہری عبد اللہ خانصاحب
۵۶۱۳ - ملا کرم الہٰی صاحب
۵۶۱۴ - عبد المجید صاحب
۶۰۴۱ - اہلیہ عبد الغفور صاحب
۶۲۹۸ - سیٹھ ابراہیم صاحب
۶۴۲۶ - غلام محمد صاحب
۶۵۱۱ - ایم غلام مصطفےٰ صاحب
۶۶۵۸ - کریم بخش صاحب
۶۷۰۰ - شمس الدین صاحب
۶۹۳۲ - میر عبد الرحمٰن صاحب
۶۹۱۱ - عبد الکریم صاحب
۷۰۸۲ - ولی اللہ صاحب
۷۳۲۹ - آنریبل نواب چودہری محمد الدین صاحب
۷۳۵۵ - ملک شیر بہادر خانصاحب
۷۷۹۰ - محمد صادق صاحب
۷۵۵۸ - ملک مہر الدین صاحب
۷۸۱۳ - محمد عظیم صاحب
۷۹۱۷ - چودہری غلام حسین صاحب
۷۹۸۱ - نواب دیب یار جنگ صاحب
۸۰۰۵ - عطاء الہٰی صاحب

۸۰۴۹ - محمد ابراہیم صاحب
۸۲۸۶ - محمد بخش صاحب
۸۳۱۰ - امام الدین صاحب
۸۳۴۸ - کریم بخش صاحب
۸۴۰۷ - محمد حبیب علی صاحب
۸۵۲۵ - میاں عبد العزیز صاحب
۸۵۸۶ - ایچ۔ حیدر صاحب
۸۶۰۳ - الف عبد اللہ صاحب
۸۶۰۵ - محمد رشید احمد صاحب
۸۷۶۱ - سید ظہور احمد شاہ صاحب
۸۷۶۴ - رکن الدین صاحب
۸۸۳۵ - حاجی محمد ابراہیم صاحب
۹۰۴۴ - سردار خان صاحب
۹۱۰۲ - فیض محمد صاحب
۹۱۰۳ - محمد حسین صاحب
۹۲۱۰ - شیخ احمد صاحب
۹۲۵۰ - مسعود احمد صاحب
۹۲۳۷ - حاجی بلال صاحب
۹۲۳۶ - چودہری عبد الحی صاحب
۹۳۷۲ - حکیم انوار حسین صاحب
۹۳۸۶ - خلیل الرحمٰن صاحب
۹۳۹۲ - علی حیدر خان صاحب
۹۴۱۱ - محمد ابراہیم صاحب
۱۷۸۰ - طفیل محمد صاحب
۲۱۷۲ - رحیم اللہ صاحب
۳۶۵۴ - محمد علی صاحب
۳۷۰۸ - ناصر الدین صاحب
۳۸۴۳ - رفیع الدین احمد صاحب

۵۰۴۴ - محمد عبد اللہ صاحب
۴۷۹۱ - رسالدار محمد یعقوب صاحب
۵۳۱۶ - خلیل شاہ صاحب
۵۲۳۱ - محمد بخش صاحب
۶۱۲۰ - گلزار احمد صاحب
۶۲۱۴ - عبد الغفور صاحب
۶۳۰۱ - شیخ حمید احمد صاحب
۶۵۹۲ - محمد خان صاحب
۶۹۰۳ - اے ایچ حلیم صاحب
۶۹۱۱ - عبد الکریم صاحب
۷۱۴۳ - کریم بخش صاحب
۷۲۴۳ - علاؤ الدین صاحب
۷۲۵۷ - بنت ڈاکٹر احمد خانصاحب
۷۴۱۳ - عبد العلیم صاحب
۷۹۲۳ - بدیع الزمان صاحب
۷۹۴۲ - اہلیہ شیخ حامد علی صاحب
۸۵۷۳ - محمد اشرف صاحب
۸۹۱۶ عین علی شاہ صاحب
۹۱۰۵ - ماسٹر وداوے خانصاحب
۹۱۰۸ - محمد خورشید عالم صاحب
۹۱۵۷ - محمود حسین صاحب
۹۱۶۳ - سید محمد افضل شاہ صاحب
۹۲۴۷ - بابو عطاء اللہ صاحب
۹۲۸۸ - سید محمد مسعود صاحب
۹۳۲۴ - منشی عبد اللہ صاحب
۹۳۳۵ - چودہری عبد الحی خانصاحب
۹۴۳۲ - رشید احمد صاحب
۹۶۰۸ - چودہری محمد اسحاق صاحب
۹۶۰۹ - محمود احمد صاحب
۹۶۱۴ - شیخ دلاور علی صاحب
۹۶۳۲ - محمد یعقوب خانصاحب
۹۶۳۸ - عنایت اللہ صاحب
۹۶۶۴ - حوالدار جھنڈے خان صاحب
۹۶۶۹ - اللہ رکھا صاحب
۹۸۰۷ - منشی محمد اسمٰعیل صاحب
۹۸۰۸ - احمدیہ سیڈیکل سٹور امرتسر
۹۸۶۷ - سید عنایت حسین صاحب
۹۸۷۴ - عبد اللہ صاحب
۹۹۰۲ - قمر الدین صاحب
۹۹۶۵ - محمد صدیق صاحب
۹۹۳۸ - جناب لال محمد صاحب
۱۰۰۴۸ - اہلیہ محمد عبد اللہ صاحب
۱۰۰۶۶ - شیخ مختار الہٰی صاحب

۱۰۰۹۱ - چودہری سردار خانصاحب
۱۰۱۰۲ - چراغ دین صاحب
۱۰۱۱۷ - محمد یعقوب صاحب
۱۰۱۳۲ - ملک حسن خان صاحب
۱۰۱۶۷ - گل محمد صاحب
۱۰۱۸۴ - شریف احمد صاحب
۱۰۲۶۵ - سردار محمد صاحب
۱۰۳۲۵ - ڈاکٹر لال الدین صاحب
۱۰۳۲۶ - پی کنجی کویا صاحب
۱۰۳۲۹ - طفیل احمد سراج
۱۰۳۳۵ - ایم محمد عمر صاحب
۱۰۳۳۹ - ڈاکٹر غلام احمد صاحب
۱۰۳۴۰ - چودہری غلام حیدر صاحب
۱۰۳۵۱ - صوفی ایم بشیر احمد صاحب
۱۰۳۷۶ - مرزا عبد القیوم صاحب
۱۰۳۷۷ - چودہری نعمت اللہ صاحب
۱۰۳۹۴ - سکرٹری انجمن احمدیہ
۱۰۴۱۱ - اے مستری
۱۰۴۶۲ - اسمٰعیل صاحب
۱۰۴۴۲ - بابو عبد الرزاق صاحب
۱۰۴۸۶ - عبد الواحد صاحب
۱۰۵۵۴ - عبد الکریم صاحب
۱۰۵۶۰ - سردار علی صاحب
۱۰۵۶۵ - نند سنگھ صاحب
۱۰۵۸۲ - عبد الرحیم صاحب
۱۰۵۸۹ - راجہ محمود احمد صاحب
۱۰۵۹۱ - ڈاکٹر ایم رفیع اللہ صاحب
۱۰۶۰۴ - غلام مصطفےٰ صاحب
۱۰۶۳۷ - ملک عبد اللہ خان صاحب
۱۰۶۴۲ - محمد یعقوب صاحب

۱۰۶۴۴ - قاضی ظہور اللہ صاحب
۱۰۶۴۸ - جمعدار مظفر احمد خانصاحب
۱۰۶۵۰ - غلام محمد صاحب
۱۰۶۶۶ - محمد لطیف خان صاحب
۱۰۶۶۹ - شیخ محمد سعید صاحب
۱۰۶۷۲ - حسین بخش صاحب
۱۰۶۸۴ - نذیر احمد صاحب
۱۰۶۹۲ - ایس۔ ایم حسن صاحب
۱۰۷۴۱ - سیٹھ عبد اللطیف صاحب
۱۰۷۵۹ - چودہری نصر اللہ خان صاحب
۱۰۷۷۵ - چودہری غلام رسول صاحب
۱۰۷۷۶ - سید فضل الرحمٰن صاحب
۱۰۷۷۷ - مرزا احمد زمان صاحب
۱۰۷۷۹ - محمد صادق صاحب
۱۰۷۸۰ - عبد الرحمٰن صاحب
۱۰۷۸۲ - عبد الشکور صاحب
۱۰۷۹۶ - غلام رسول صاحب
۱۰۸۰۱ - چودہری عبد الغفور صاحب
۱۰۸۳۲ - مستری غلام محمد صاحب
۱۰۸۵۶ - فضل الدین صاحب
۱۰۸۷۵ - محمد شریف صاحب
۱۰۹۶۶ - چودہری محمد حسین صاحب
۱۱۰۷۰ - محمد ابراہیم صاحب
۱۱۰۸۳ - ملک فتح خان صاحب
۱۱۱۰۵ - قاضی محمد سعد اللہ صاحب
۱۱۱۱۰ - کلثوم بیگم صاحبہ
۱۱۱۱۱ - زہرہ بیگم صاحبہ
۱۱۱۱۶ - بیگم صاحبہ سید عنایت اللہ صاحب
۱۱۱۲۴ - پبلسٹی آفیسر
۱۱۱۳۶ - محمد طیب اللہ صاحب

- ۱۱۱۳۷ سید عبدالغفار صاحب
- ۱۱۱۴۱ - چودہری نصر اللہ خان صاحب
- ۱۱۱۴۳ - غلام نبی صاحب
- ۱۱۱۶۰ - محمد احمد صاحب
- ۱۱۱۶۱ سکرٹری جماعت احمدیہ
- ۱۱۲۰۸ - مولوی قدرت اللہ صاحب
- ۱۱۲۷۹ - بابو نذیر احمد صاحب
- ۱۱۲۸۳ محمد رمضان صاحب
- ۱۱۲۹۰ - چوہدری فتح محمد صاحب
- ۱۱۲۹۳ - عمر علی صاحب
- ۱۱۳۱۱ - نذیر احمد صاحب
- ۱۱۳۱۲ فاضل کرم علی صاحب
- ۱۱۳۲۲ مولوی الطاف الرحمن خان
- ۱۱۳۲۶ مبارک بیگ صاحب
- ۱۱۳۲۷ محمد اشرف خان صاحب
- ۱۱۳۲۸ ولی محمد صاحب
- ۱۱۳۴۳ محمد یوسف صاحب
- ۱۱۳۴۴ عزیز الدین احمد صاحب
- ۱۱۳۵۷ علم الدین صاحب
- ۱۱۳۸۸ غلام یسین صاحب
- ۱۱۳۹۵ چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
- ۱۱۴۱۰ سیٹھ عبد الرسول صاحب
- ۱۱۴۳۴ فتح محمد صاحب
- ۱۱۴۳۹ قریشی محمد عبد اللہ صاحب
- ۱۱۵۰۱ ماسٹر عبد القادر صاحب
- ۱۱۵۲۱ عبد الحکیم صاحب
- ۱۱۵۵۶ چوہدری علی محمد صاحب
- ۱۱۵۶۴ محمد عثمان صاحب
- ۱۱۵۶۶ صوبیدار فتح محمد صاحب
- ۱۱۵۶۷ حکیم ایم اے خلیل صاحب
- ۱۱۵۷۵ محمد حسین صاحب
- ۱۱۵۸۲ محمد جعفر خان صاحب
- ۱۱۵۸۳ منشی سراج الدین صاحب
- ۱۱۵۸۵ ڈی پی محمد صاحب
- ۱۱۵۸۶ ملک محمد حسین صاحب
- ۱۱۵۸۹ بشیر احمد صاحب

- ۱۱۵۹۱ محمد غیاث صاحب
- ۱۱۵۹۲ عارف محمد صاحب
- ۱۱۵۹۷ شیخ محمد نذیر صاحب
- ۱۱۶۰۸ مرزا برکت علی صاحب
- ۱۱۶۰۹ انوار الحق صاحب
- ۱۱۶۱۳ بدل الرحمن صاحب
- ۱۱۶۲۳ شیخ میراں بخش صاحب
- ۱۱۶۸۰ محمد اقبال صاحب
- ۱۱۶۸۶ مولوی شرافت اللہ صاحب
- ۱۱۶۹۶ ہری احمدیہ مسجد
- ۱۱۷۱۷ محمود حسن صاحب
- ۱۱۷۱۸ محمد اسمٰعیل صاحب
- ۱۱۷۲۱ ڈاکٹر بدر الدین صاحب
- ۱۱۷۲۸ قاضی فضل احمد صاحب
- ۱۱۷۴۴ عبد الرشید صاحب
- ۱۱۷۵۰ محمد یوسف علی صاحب
- ۱۱۷۵۶ سید احمد شاہ صاحب
- ۱۱۷۵۸ چوہدری محمد حیات صاحب
- ۱۱۷۶۴ شیخ عبد الحق صاحب
- ۱۱۷۶۷ پیرجی عبد الحمید صاحب
- ۱۱۷۷۵ علی قدر صاحب
- ۱۱۷۸۳ سید مولوی احمد صاحب
- ۱۱۷۸۷ عبد الغفور صاحب
- ۱۱۷۹۰ بابو برکت اللہ صاحب
- ۱۱۷۹۲ غلام فاطمہ صاحبہ
- ۱۱۸۰۴ عطاء اللہ خان صاحب
- ۱۱۸۰۸ شیخ عبد العزیز صاحب
- ۱۱۸۰۹ محمد یامین صاحب
- ۱۱۸۱۰ محمد جمشید خان صاحب
- ۱۱۸۱۶ قاضی محمد کلیم الدین صاحب
- ۱۱۸۱۸ میاں بشیر احمد صاحب
- ۱۱۸۲۴ مولوی نور الدین صاحب
- ۱۱۸۲۵ چوہدری مشتاق احمد صاحب
- ۱۱۸۲۶ عبد المجید صاحب
- ۱۱۸۲۹ ماسٹر عبد العزیز صاحب

محافظ اٹھرا گولیاں

اولاد کا کسی کو نہ دنیا میں داغ ہو ۔ اس غم سے ہر بشر کو الٰہی فراغ ہو
پھولا پھلا کسی کا نہ برباد باغ ہو ۔ دشمن کا بھی جہاں میں نہ گھر بے چراغ ہو

جن کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ اس کو اٹھرا کہتے ہیں۔ اس بیماری کا مجرب نسخہ مولانا حکیم نورالدین صاحب مرحوم شاہی طبیب کا ہم بناتے ہیں۔ جو نہایت کارآمد اور بے بدل چیز ہے۔ ایک دفعہ منگا کر قدرتِ خدا کا زندہ کرشمہ دیکھیں۔

قیمت فی تولہ سوا روپیہ۔ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکمشت منگوانے والے سے ایک روپیہ فی تولہ لیا جائے گا۔

عبدالرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

ہسٹیریا کا مکمل علاج

رئیس الاطباء طبیب حاذق علامہ حکیم ڈاکٹر فیضی۔ ایل۔ ایچ۔ ایم۔ ایس میڈیکل سرجن نجیب آبادی کی راحت جان گولیاں عورتوں اور مردوں کے مرض ہسٹیریا میں ہر عمر ہر مزاج اور ہر موسم میں یکساں طور پر فائدہ مند ہیں دل دماغ جگر معدہ اور امعاء کو تقویت دیتی ہیں۔ اختلاج القلب کابوس اور مراق میں اکسیر مفید ہیں۔ فی شیشی للعہ

ملنے کا پتہ:-
منیجر ایسٹ اینڈ ویسٹ میڈیسن کمپنی جوہر بلڈنگ کٹڑہ شیر سنگھ لکھنہ امرتسر

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی شیاں ولد قادو ذات چھچی سکنہ الجهان تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۶/۶/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱۸/۵/۳۶ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی الٰہی بخش ولد پیر بخش ذات جٹ ستادن سکنہ چنیوٹ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۶/۶/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۴/۵/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سلطان سرداره ولد احمد ذات چشتی سکنہ سردوالہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۶/۶/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۵/۵/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

شملہ ۲۶ مئی۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ملک سر فیروز خان نون کی جگہ۔ جو انگلستان میں ہندوستان کے ہائی کمشنر مقرر ہوئے ہیں۔ اور جو اگلے ہفتے اپنے جدید عہدہ کا چارج لینے کے لئے عازم لندن ہونے والے ہیں۔ وزارت پنجاب کے عہدہ پر میاں سر فضل حسین مقرر کئے جائیں گے۔

لاہور ۲۶ مئی۔ آج دیوان سر کشن لال سب انسپکٹر سی آئی ڈی نے مختلف مقامات پر چھاپے مار کر بہاولپور کے واقعات کے متعلق ہندو مہا سبھا کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ کی پانچ سو کاپیاں اپنے قبضہ میں کر لیں۔

لاہور ۲۶ مئی۔ آج رات پولیس کی بر موقعہ آمد سے شاہی مسجد کے قریب فساد ہوتے ہوتے رہ گیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ آٹھ بجے کے قریب مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سمادھ پر سکھوں کا ایک بھاری ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ شاہی مسجد میں مسلمانوں کا ہجوم تھا۔ فریقین نے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ بعد ازاں دونوں جانب سے پتھر اور اینٹیں پھینکی گئیں۔ اطلاع ملنے پر پولیس موقع پر پہنچ گئی اور صورت حالات پر قابو پا لیا گیا۔

الہ آباد ۲۶ مئی۔ معلوم ہوا ہے کانگرس ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ الہ آباد میں نہیں ہوگی۔ بلکہ اغلباً واردھا میں ہوگی گو ابھی تک آخری فیصلہ نہیں ہوا۔

لکھنؤ ۲۶ مئی۔ یوپی سیکرٹریٹ میں اٹھارہ اسامیاں خالی ہیں۔ جن کے امتحان مقابلہ میں ۱۸۰ سو گریجوایٹ اور انڈر گریجوایٹ شامل ہو رہے ہیں۔

روم ۲۵ مئی۔ عدیس آبابا کا ایک تار مظہر ہے کہ حکومت اٹلی نے ۵ مئی کو ابی سینیا پر قبضہ کیا تھا۔ اس وقت سے لے کر اب تک ۵۳ اشخاص کو گولی سے اڑایا جا چکا ہے ان میں سے ۳۹ آگ لگاتے اور لوٹ مار کرتے ہوئے گرفتار کئے گئے تھے۔ اور ۱۴ بعض اور مختلف سنگین جرائم کے سلسلہ میں نشانہ بندوق کئے گئے۔

بمبئی ۲۶ مئی۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ گورنمنٹ ہند کا نیا قرضہ آج شروع ہوا۔ اور ۱۵ منٹ کے بعد ہی بند ہو گیا

اس عرصہ میں تیس کروڑ روپیہ جمع ہو گیا۔ اور مزید درخواستیں لینی بند کر دی گئیں۔

لاہور ۲۶ مئی۔ پنڈت جواہر لال نہرو ۲۹ مئی کو ساڑھے چھ بجے صبح کلکتہ میل سے لاہور پہنچیں گے۔ ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی کے سکرٹری کی اجازت کے بغیر کسی کو سٹیشن کے پلیٹ فارم پر جانے کی اجازت نہیں ہوگی ریلوے سٹیشن کے باہر میدان میں پبلک کے کھڑا ہونے کے لئے ایک شامیانہ لگایا جائیگا۔ جس میں چند منٹ ٹھہرنے کے بعد پنڈت جی اپنے جائے قیام پر چلے جائیں گے۔

نئی دہلی ۲۶ مئی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک اجلاس ۹ جون کو برکت علی محمڈن ہال لاہور میں منعقد ہوگا۔ دیگر امور کے علاوہ لیگ کی کونسل میں مندرجہ ذیل خالی نشستیں پُر کی جائیں گی۔ یوپی ۸ پنجاب ۱۹ مدراس ۲ صوبہ سرحد ۸ بنگال ۹۔

شملہ ۲۶ مئی۔ اس خبر کی سرکاری طور پر تصدیق ہو گئی ہے کہ جب مسٹر جی۔ آر۔ایف ٹاٹنہم آرمی سکرٹری مستعفی ہو نگے۔ تو ان کی جگہ مسٹر اوگلوی آرمی سکرٹری مقرر کئے جائیں گے۔

لنڈن ۲۵ مئی۔ مسٹر رامزے میکڈانلڈ نے ایک بیان میں کہا۔ کہ اس خبر میں کوئی صداقت نہیں۔ کہ میں کیبنٹ سے مستعفی ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

ٹوکیو (بذریعہ ڈاک) معلوم ہوا ہے کہ وزیر اعظم جاپان امن عامہ کے لئے یہ تجویز کر رہے ہیں۔ کہ جس طرح امریکہ کے مختلف ممالک نے اتحاد کا معاہدہ کیا ہوا ہے اسی طرح مختلف براعظموں کے ممالک آپس میں اتحاد کا معاہدہ کریں۔ یعنی ایشیائی ممالک آپس میں اور یورپ کے ممالک آپس میں اس سے نہ صرف دنیا بھر میں امن قائم ہوگا بلکہ لیگ کا کام بھی ہلکا ہو جائے گا۔

لنڈن ۲۵ مئی۔ پولیس نے بالائی آسٹریا میں ۹۰ نازیوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ان میں سے بہت سے

ایسے ہیں۔ جنہوں نے شہزادہ سٹار ہمبرگ پر حملہ کرنے کے متعلق اپنے جرم کا اقبال کر لیا ہے

حیدر آباد ۲۵ مئی۔ حکومت نظام نے بیرونی معاملات کے لئے جو نیا سکرٹریٹ قائم کرنیکا فیصلہ کیا ہے۔ وہ انگریزی کی سب کمیٹی کے ماتحت ایک مشترکہ شعبہ ہوگا۔ یہ کمیٹی انہی فرائض کو سرانجام دے گی۔ جن کو پہلے ریاست کا دفتر خارجیہ کیا کرتا تھا۔ انفارمیشن بیورو آئندہ اس نئے سکرٹریٹ کے ماتحت ہوگا۔

لاہور ۲۶ مئی۔ آج صبح شہر میں یہ افواہ پھیل گئی۔ کہ سکھ شہید گنج کی مسجد کی جگہ گوردوارہ تعمیر کرنے لگے ہیں۔ یہ اطلاع ملنے پر پولیس کے ذمہ دار افسر فوراً موقعہ پر پہنچ گئے۔ اور اس معاملہ کی تحقیق شروع کر دی۔ سکھوں نے بتایا کہ وہ صحن میں ایک کونہ میں باورچی خانہ بنانے لگے ہیں۔ گوردوارہ نہیں بنا رہے۔ معلوم ہوا ہے کہ حکام نے سکھوں کو مشورہ دیا۔ کہ چونکہ شہر کی فضا اچھی نہیں ہے باورچی خانہ بھی نہ بنایا جائے۔ سکھوں نے اس مشورہ کو مان لیا۔

کوئٹہ ۲۵ مئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کوئٹہ اکتوبر تک آبادی کے قابل ہو جائے گا میونسپلٹی کے ایک افسر کے بیان کے مطابق اس وقت کوئٹہ کی آبادی کا تخمینہ ۲۵ ہزار ہے۔

لنڈن ۲۵ مئی۔ ایک فرانسیسی اخبار اٹلی کے متعلق برطانیہ کی روش پر تبصرہ کرتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ حالات ظاہر کرتے ہیں کہ یورپ میں قیام امن کی ٹھیکیداری کا جو دعویٰ حکومت برطانیہ نے کر رکھا ہے۔ وہ اس کی موجودہ فوجی طاقت سے بہت زیادہ ہے۔ حکومت برطانیہ نے اطالیہ کی مساعی اور اس کے مالی اور اقتصادی اقدام کا نہایت غلط اندازہ لگایا تھا۔

لاہور ۲۵ مئی۔ اخبار "مجاہد" اور "نیرنگ" نے لکھا تھا۔ کہ مسجد شہید گنج کا جب سب سے پہلی مرتبہ قضیہ شروع ہوا۔ تو سکھوں نے ایک اہم دستاویز لکھ کر خلافت کمیٹی کو

دی۔ جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس میں سکھوں نے اس امر کا اقرار کیا۔ کہ اگر مسلمان باقاعدہ طور پر سکھوں سے مسجد کی واگذاری کی درخواست کریں۔ تو مسجد ان کے حوالے کر دی جائے گی۔ یہ دستاویز ان اخبارات کے بیان کے مطابق مولوی اختر علی خان آف زمیندار کے قبضہ میں تھی۔ مگر انہوں نے اسے عدالت میں پیش کرنے کی بجائے دانستہ دبا لیا۔ اس اتہام کی تردید میں مسٹر جے سی گھوش بی اے ایل ایل بی پلیڈر ہائی کورٹ لاہور نے مولانا اختر علی خان کی طرف سے اخبار "مجاہد" اور "نیرنگ" کے پرنٹر و پبلشرز کو نوٹس دیا ہے کہ وہ غیر مشروط طور پر مولانا اختر علی خان سے معافی مانگیں اور پانچ ہزار روپیہ بطور ہرجانہ ادا کریں۔ مزید لکھا ہے کہ اگر اس نوٹس کے موصول ہونے کے بعد ۴۸ گھنٹہ کے اندر اندر انہوں نے ہرجانہ کی رقم ادا نہ کی۔ تو ان کے خلاف دیوانی اور فوجداری دونوں مقدمات دائر کر دیئے جائیں گے جس کے خرچہ کا بار ان کو اٹھانا پڑے گا۔

بیت المقدس ۲۶ مئی۔ کو تابور کے دامن میں سینا کے قریب تین عربوں کو یہودیوں کے کھیتوں میں داخل ہونے پر پولیس نے گرفتار کر لیا۔ اس اثنا میں اڑھائی سو عربوں نے جو رائفلوں سے مسلح تھے۔ پولیس کا تعاقب کیا اور پولیس پر فائر کئے۔ پولیس نے بھی لوئیس گن کے ذریعہ عربوں پر فائر کئے۔ مگر پولیس عربوں کے حملہ سے خوفزدہ ہو کر پہاڑی کی طرف بھاگی اور پہنچا میں آکر [illegible]

نارتھ ویسٹرن ریلوے

پیران کلیر میلہ رُڑکی

پیران کلیر کا میلہ ۳۰ مئی سے ۷ جون ۱۹۳۶ء تک رُڑکی میں منعقد ہوگا۔ تیسرے درجے کے واپسی ٹکٹ ذیل کے سٹیشنوں سے رُڑکی تک ۲۹ مئی سے ۶ جون تک ذیل کی شرح سے جاری کئے جائیں گے؛

نام سٹیشن	تیسرے درجہ کا واپسی کرایہ (روپے۔ آنے۔ پائی)
انبالہ شہر	۲۔۵۔۰
انبالہ چھاؤنی	۲۔۳۔۰
کیسری	۱۔۱۵۔۰
برارا	۱۔۱۱۔۰
مصطفےٰ آباد	۱۔۹۔۰
درازپور	۱۔۵۔۰
کلانور	۱۔۱۔۰
سرساوا	۰۔۱۲۔۰
پلکھانی	۰۔۱۱۔۰
جگادھری	۱۔۰۔۰

ان واپسی کے ٹکٹوں پر ۹ جون کی درمیانی شب تک سفر کیا جا سکے گا؛ **چیف کمرشل منیجر لاہور**

ایک نئی فرحت

لاہور سے دہلی تک اور پھر واپس اپنے پہیوں والے مکان کے ذریعہ

چھ مسافروں اور دو ملازموں کے لئے دو کمروں میں نہایت آرام دہ جگہ اور آسائش مہیا ہے؛

کرایہ صرف ۴۹۳ روپے آٹھ آنے۔ تین دن اور ۵۹۴ میلوں کے لئے

آپکی ریزرو شدہ گاڑی میں، بجلی کے پنکھے اور قمقمے ہیں۔ دو غسلخانے ہیں اور ایک باورچی خانہ علاوہ رہائشی کمروں کے چینی کے برتن چھری کانٹا اور میز پوش بھی مہیا کئے گئے ہیں۔ پوری معلومات ذیل کے پتہ سے دریافت کیجیے

چیف آپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا؛ ایڈیٹر غلام نبی